سوانح عمری ۱۲۶ ۱

فہرست مضامین رنگین کتاب مستطاب نسخہ نایاب زمرد بے بہا یاقوت احمر

یعنی

حالات جناب مصاحب دانشور راجہ بیربر

تمام شد

دیباچہ کتاب نسخہ یاقوت احمر

مقدور ہمیں کب تیری صفتوں کی رقم کا حقا کہ خداوندا ہے تو لوح و قلم کا
اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا
بستی ہیں تیرے سایہ میں سب شیخ و برہمن - آباد تجھی سے ہے تو گھر دیر و حرم کا

عندلیب زبان ترانہ سنج حمد بہار آفرین ہے کہ شاخ خشک قلم کو برگ و بار توفیق تحریر توحید کا عطا فرمایا۔ اور اشجار صفحہ اوراق کو ہزارہا گل ہو ثنا اور تعریف سے رشک چمن بنایا۔ سبحان اللہ کیا صانع بیچون و چرا ہے کہ ایک قطرۂ آب کو کہیں صورت زیبا اور شکل دل آرا عیاں کرتا ہے مصور ہے مانی جس کی نقش نقاشی سے حیران اور بہزاد سرگردان ہے۔ کیونکہ نہ ہو عقل کل ہے باعث آفرینش ہے اور خالق موجودات کا ہے۔ ہم سب اس کی تصویریں اور مٹی کی مورتیں ہیں عقل حیران ہے۔ فہم سرگردان ہے۔ کیا بناتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ قطرۂ آب پر اندرون رحم نقش بنائے۔ عدم سے وجود میں لائے پھر اسی کو مہوش زہرہ جبیں کر دکھائے

شعر

دہد نطفہ را صورتے چون پری — کہ کرداست بر آب صورت گری

خود اس کے حق میں یوں فرمائے "لقد خلق الانسان فی احسن تقویم" ایسے ہی قطرۂ آب کو کہیں در آبدار اور گوہر شہوار نمایاں کرتا ہے۔ فانوس کان میں لعل درخشاں کی شمع جلاتا ہے۔ قندیل صدف میں گوہر چراغ چمکاتا ہے۔ سرو آزاد کے پاؤں میں موج آب اس کی محبت کی زنجیر ہے۔ اور حلقہ

اس کے عشق اور اطاعت کا قمری کے لئے طوق گلو گیر ہے۔ دہان غنچہ اس کے ذکر خفی سے عطر آمیز مشام ہے۔ چشم نرگس اس کی رنگا رنگ پیدائش کے نظارہ کے لئے دیدہ کشادہ ہے۔ پیالہ لالہ اس کی درگاہ میں کاسہ دریوزہ گری کا ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے حصّہ قسمت لینے کے لئے منتظر اور آمادہ ہے۔ میری قلم دو زبان اس کی تعریف اور توصیف آفرینش میں گنگ ہے اور مرکب بے سواد اس کے بیان سے خشک ہے۔ الحق صانع کل ہے۔ ہادی سبیل ہے عقل اسکے کہنہ ذات بے پایاں میں پریشان ہے احمد بے میم جس کی توحید میں یوں فرمایا ماعرفناک حق معرفتک دوسرے سے کیا بن آئے۔

ابیات

خدایا جہاں پادشاہی تراست ... نہ ما خدمت آمد خدائی تراست

پناہ بلندی و پستی توئی ... ہمہ ہستند آنچہ ہستی توئی

بعد حمد خالق جن و بشر عالم قضا و قدر رسید انو شام و طالع سحر نعت سید کائنات خلاصہ موجودات بہترین عالم برگزیدہ نوع بنی آدم کی ہے جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کوچہ ضلالت براہ راست آئے۔ بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا مرتبے بلند پائے۔ اور علم روشنی چار دانگ عالم میں بلند کر دکھایا ہے۔ احمد بے میم صنعت کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آغاز حالات حیات بیربر

مجھے ہم مست ہیں بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں حرم کے رہنے والے تمسخر عشق بتکدے کہتے ہیں

پیشتر اس کے کہ ہم ناظرین کو اس ہیرو سے انٹروڈیوس کرنے میں ساعی ہوں۔ ہمارا یہہ بتانا فرض ہے کہ یہہ کیا نام ہے اور کیونکر وہ اس نام سے موسوم ہوا۔ اور اس لفظ کی وجہ تسمیہ کیا ہے
بیربل۔ اصل بیربر ہے جس کے معنے زبان سنسکرت میں ایک نہایت بہادر کے ہیں۔

بیربر کی پیدائش و پرورش

ہندوستان میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو بیربر کا نام نہ جانتے ہونگے یہہ اپنے وقت میں بہت ظریف اور حاضر جواب گذرے ہیں۔

بیربر۔ ملک ہندوستان کے شہر کالپی میں پیدا ہوا تھا۔ جسکا اصلی نام مہیش داس اور بقول دیگر برہمہ داس تھا۔ اسکا باپ کالیداس بن ہورام چوبہ فرقے کا برہمن تھا۔

سوائے بیربر کے اس کے دو بیٹے اور تھے جن میں سے ایک موہن رائے جو عمر طفولیت میں گنگا جی میں اشنان کرتے کرتے ڈوب مرا۔ دوسرا گنگا رائے جو سادھو ہو گیا اور تارک الدنیا ہو کر اپنے باپ کے عین حیات میں نیپال کے لق و دق جنگلوں میں جا نکلا۔

کالیداس - جو بہ بعمر آخر اپنے دو فرزندوں کی مفارقت میں نہایت ضعیف ہو گیا - مگر اپنے عزیز بیٹے برہمہ داس کی پرورش و تعلیم و تربیت فراخ حوصلہ خود کرتا رہا - اس عرصہ میں برہمہ داس نے اپنی مذہبی علم زبان سنسکرت میں کچھ دستگاہ حاصل کر لی (جیسا کہ علے العموم برہمن لوگوں کے واسطے ضروری ہوتا ہے) ہندسہ - سیاق - نجوم وغیرہ سے کسیقدر واقف ہو گیا - اور بہت سے اپنے مذہبی وید - منتر - اشلوک یاد کر لئے -

بیربر ابھی ۱۳ برس کا تہا کہ کالیداس خدا گنج کو سدہارے - افسوس ہے کہ بیربر کا نہ کوئی بڑا بہائی تہا اور نہ کوئی چچا نہ ماموں جو اسکی پرورش کا کفیل ہوتا - صرف اس کی ایک دکہیاری ماں تہی - جسکو رنڈاپے کے ساتھ اپنے بچے کی پرورش اور تلاش معاش کا انتظام کرنا تھا - جس قسم کی ایک ہندو عورت سے توقع ہو سکتی ہے کالیداس کوئی پولیٹیکل ڈگلس کے اتنے لنگوٹے بند تھے کہ ان کے حکام وقت کو جاگیردار ہوتے - کوئی اتنے بڑے ساحر شاعر بہی نہ تھے کہ جھوٹ سچ تعریف میں راجوں کے کبت بنا کر روپیہ حاصل کرتے - غرض (بیربر) برہمہ داس اور اس کی والدہ اپنے دن بڑی مصیبت سے بسر کرتے تھے کہ یکایک زمانہ نے کروٹ بدلی - اور ادبار کی گھٹا نے پلٹا کہایا - بمصداق (ان مع العسر یسرا) بیربر کی شادی حسن اتفاق سے راجہ کالنجر کے پروہت جہابلی کی بیٹی سے ہوئی - جہابلی ایک دولتمند برہمن تہا - اس نے بیٹی کو معقول جہیز دیا - اور زیور وغیرہ بھی دیا - جس کے سبب سے بیربر اور اس کی ماں کے دن اچھے ہو گئے - اور مزے سے زندگانی بسر کرنے لگے - شادی سے تھوڑے عرصہ کے بعد بیربر کی والدہ کا انتقال ہو گیا - اور اس سے بیربر کو بہت رنج ہوا - مگر خوش قسمتی سے اسکو بیوی ایسی ملی جس نے اسکا سب غم غلط کر دیا - اور خاوند کی اطاعت اور خدمت

کرنے کا مادہ اس میں ایسا تھا کہ بیربر اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ میں اپنی بیوی کے سبب جیتے جی بیکنٹھ میں ہوں۔

اپنے خسر مہابلی کے مرگ کے بعد بیربر راجہ کالنجر کی خدمت میں حاضر ہوئے مثل اور برہمنوں کے ہندو لوگوں کو اشلوک وغیرہ سناتے پھرتے تھے رفتہ رفتہ ابتدائی جلوس میں کہیں اکبر شاہ کے دربار تک رسائی ہوئی۔ بادشاہ کو لڑکپن سے برہمنوں بھاٹوں اور اقسام طوائف ہنود کی طرف میلان خاطر اور التفات خاص تھا۔ بیربر کی طبیعت اور سمجھ بوجھ بہت اچھی تھی اور علم ہندی و سنسکرت میں کسیقدر مہارت بھی رکھتا تھا ظرافت اور مسخراپن تو اسکا حصہ تھا۔ چند ہی روز میں ہمدم و ہمراز بادشاہ کے ہو گئے یہاں تک کہ سوائے بیربر کے بادشاہ کو دم بھر چین نہیں آتا تھا۔ بقول استاد شعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

بیربر کی ذکاوت طبع اور فکر رسا

علاوہ فن مصاحبت اور علم مجلسی کے بیربر ہندی شاعری اور لطیفہ گوئی میں اپنے وقت کے یکتا تھے کبت ۔ دوہرے اور چھند بہت چٹ پٹے مزیدار برمحل اور فی البدیہہ ایسے کہتے تھے کہ جنکو سنکر بڑے بڑے شاعر اور کیشر بھی دنگ رہ جاتے تھے۔ بادشاہ نے انکو "کب رائے" کا خطاب عطا کیا جس کے معنے ملک الشعرا کے ہیں۔ بیربر دربار سے لیکر محل تک عموماً ساتھ رہتے تھے! اور اپنی دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت

مصاحب شاہ جلال الدین اکبر راجہ بیربر ملقب دانشور



حکائیت عجیب

ایک دن راجہ جے پور کے ٹھاکر نے اکبر کو ڈولا نذر کیا۔ جو عورت اس ڈولی میں تھی نہائیت حسین صاحب جمال تھی۔ بادشاہ نے خلوت کے وقت اسکا ہاتھ پکڑا مگر چونکہ وہ جوان تھی۔ ہاتھ بادشاہ سے اس نے چھوڑا لیا۔ پھر بادشاہ نے کمر بند پکڑ کر کھینچا تو اس صدمہ سے کمربند ٹوٹ گیا۔ کافوری شمع روشن تھی مہ جبینہ نے اسپر ہاتھ رکھدیا جس سے شمع گُل ہوگئی۔ مگر شمع کی لو سے اس مہ پارہ کا ہاتھ جلگیا۔ بادشاہ نے اسی وقت یہہ مصرع موزوں کیا۔

مصرعہ "کِہ کارن سندر ہاتھ جری"

اس مصرعہ کے معنی یہہ ہیں کہ معشوقہ کا ہاتھ کیوں جلگیا۔ صبح کو یہ مصرعہ کہتے کہتے دربار میں آئے اور درباریوں سے فرمائش ہوئی کہ اس مصرعہ کو پورا کرو۔ بیربر اپنے ذہن خداداد کی لیاقت سے فوراً تاڑگئے اور ایک دوہرہ بھاشا میں اس طرح تصنیف کیا۔

دوہرہ

من اُبلا رانی بھید نجانت سیج گئی تو مان ڈری
اس بات کہی۔ تو چونک پڑی تب ڈالے کنت نے ہاتھ ہری
ان دونوں کی جھنجوڑن میں کٹیا تٹ ہمبر ٹوٹ پڑی
کر ایک کا مُنہ چھاپ لیو۔ یہ کارن سندر ہاتھ جری

نوٹ: اردو معنی اس دوہرے کے اسطرح ہیں:۔

من حسین رانی جو بھید سے ناواقف تھی۔ جب پلنگ پر لیٹی تو دل میں ڈری جب اس سے مطلب کہا گیا تو چونک پڑی پھر راجہ نے پھاڑ کے اسے پکڑ لیا۔ ان دونوں کی کشمکش میں رانی کے پائیجامہ کا آزار بند ٹوٹ گیا۔ پھر تو خفا ہو کر اس نے

شمع کا منھ ڈھانک لیا۔ اسی سبب سے معشوقہ کا ہاتھ جل گیا۔
اکبر شاہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور بہت سا انعام دیا۔

بیربر کی شاعری اور اشعار

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند۔ زاں قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

بیربر بہ سبب ہمنشینی اہل علم کبھی کبھی فارسی اور اردو شعر بھی کہتے تھے۔ اکبر بادشاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی۔ ایکدن گورستان کی سیر کر رہے تھے اتفاق سے ایک قبر پر پاؤں جا پڑا۔ تو آدھی سے زیادہ زمین میں دھس گئے دیکھا تو جنازہ نظر آگیا اگر ہاتھ لگایا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ بادشاہ نے وسوقت ترکی زبان میں ایک شعر کہا جس کے معنی یہ تھے۔

شعر

بہت لوگ دیکھے کہ جنکا ہمیشہ مشگین بدن تھا معطر کفن تھا

بیربر سے ارشاد ہوا کہ بیربر بھاشا اور سنسکرت کے شعر شلوک وغیرہ تو تمہارے سُنیں مگر اردو نہیں سُنا۔ بیربر نے سُن کر عرض کی کہ جہاں پناہ لو سُنو۔

فرد

جو قبر کُہن انکی کھودی تو دیکھا۔ نہ تار کفن تھا نہ عُضوِ بدن تھا

اکبر شاہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ انعام دیا۔ کہا آفرین تیری ذکاوت طبع پر ہے کہ تو نے سُنتے سُناتے شعر خوانی کا بھی مذاق حاصل کر لیا۔
بیربر کے اشعار کبت۔ دوہرے سب بھاشا اور سنسکرت میں ہیں علم موسیقی میں انکو کامل مہارت تھی۔

روائت

ایک روز اکبر بادشاہ قلعہ کے دریچہ سے وقت شام جمنا کی سیر کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ چراغ کا عکس دریا میں معلوم ہوتا ہے۔ اوسی وقت یہہ مصرعہ موزوں کیا۔

مصرعہ "آج ہم نے دریا پہ چراغاں دیکھا"

دوسرے روز جب دربار میں تشریف لائے تو بیربر کیطرف اشارہ کرکے مصرعہ ثانی کا ارشاد فرمایا۔ بیربر نے کہا۔

شعر

آب آتش کو بہم دست و گریباں دیکھا۔ آج ہم نے دریا پہ چراغاں دیکھا

علاوہ اس کے بیربر کی اکثر پہیلیاں مشہور ہیں۔ کبت۔ شلوک بہت موقفہ عبارت میں ہیں۔ غرض جو کچھ اس نے لکھا سب بھاشا یا سنسکرت میں لکھا۔ ہم ناظرین کی خوش طبعی کے لئے ذیل میں انکی چند پہیلیاں جو خاص اردو اور بھاشا زبان میں ہیں لکھتے ہیں۔

(مال پوا)

گھی میں عرق سوا دمیں میٹھا۔ بن بیلن وہ بیلا ہے
کہیں بیربر اکبر شاہ۔ یہہ بھی ایک پہیلا ہے

(برچھی)

ایک اچنبا دیکھو چل شوکھی لکڑی لاگا پھل
جو کوا وس پہل کو کھاوے رکہت بیا بیکنٹھ کو جاوے

(دگلوری پان)

ہری بھری ایک مستند نار۔ تر ناری کا کرے سنگار

پہن پہن کے جب کاہن آوے - رکہت بیا بیکلتہ کو جاوے

آئینہ

ایک پورکہہ کسان گن چوچی - ہر چوچی میں ہڈی موچی
جو چوچی ہو لور کسے نیاری - اوس کو کہاویں نرا و ناری

ڈہال

جتنا عرض ہو اتنا ہی طول - ناک نہیں وہ سونگہی پھول
کالی ہے پر کالی ہے - مردوں کی رکھوالی ہے
کہے بیربر رب کا بند - سانچے ہی میں ڈالی ہے

دانۂ بیر

من نرم ہیا کٹھور کنک لٹا سب جانک سنسار - بیربر میں کہت ہوں سمجہت نہیں گنوار

کشتی

جل جل جائیو سارگاؤں - جل میں نا ہئی کو تہادن
بیربر کہد وو ادلوں - پتا پتا دنہیں چہا پودکا دن

لاٹوی

نرگسی [illegible] عمر ہے بالی   گھونگٹ کر اوٹ کر چوٹ سہی ڈالی

چوک

ال بیلی بانکی ادا دار بہامن ہو   کر کے سولہ سنگار کھڑی کامن ہو
جوبن متان دیہ تک بوہتی امن ہو   دل ہے میر اشتاق خدا ضامن ہو
کیا بہیں ہو غنچہ دہن بانکی لالی   گھونگٹ کی اوٹ کر چوٹ ہنی ڈالی

چوک

اسقدر تیرے رخساروں پر جوبن ہو   جسقدر فلک میں جہلک ماہ روشن ہو
کیا بدن کی آمد بدن میں نازک پن ہے   مخملی ملائم شکم جسم کندن ہے

بیربر کا خطاب مصاحب دانشور سے ملقب ہونا

بیربر نے اپنی ظرافت طبع کے سبب سے اور دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے اکبر شاہ کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا تھا کہ شاہ موصوف کو سوائے اس کے ایکدم بھی آرام نہیں آتا تھا۔ اس واسطے راجہ اور مہاراجہ امرا اور خوانین لاکھوں روپئے کے تحفے بھیجتے تھے۔ بادشاہی عنایت اس قدر تھی کہ ہزاروں اور لاکھوں کے جواہر برس بلکہ مہینوں میں عطا ہو جاتے۔ اکبر اُسے ایسا محرم راز سمجھتا تھا کہ کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ انتہائے آرام کے وقت حرم سرا کے اندر ہی بلا لیتے تھے۔ سچ پوچھو تو ان کی چٹکلوں اور چہلوں کا وہی وقت تھا۔ کہ خلوت خاص اور مصاحبت بے تکلف ہوتا تھا۔ بیربر دین الٰہی اکبر شاہی میں داخل تھے اور مرید بااخلاص تھے۔ اور مراتب چہارگانہ کی منزلوں میں سے آگے دوڑ جاتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے سنہ ۹۹۰ھ منصب سہ ہزاری اور "مصاحب دانشور" راجہ بیربر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بیربر ہی کی مجلس کے سبب سے بادشاہ کی طبیعت میں مذہب ہنود کی طرف میلان زیادہ ہے۔ بیربر کی درحقیقت ایک عجیب طبیعت تھی۔ ہر دیگ کے چمچے تھے۔ کچھ تیزی ذرا کچھ مسخرا پن سے غرض ہر ایک انتظام میں دخل دیتے تھے بلکہ زبانی جمع خرچ سے سب میزان مستوفی ملا دیتے تھے اور جب موقع دیکھتے تو مناسب وقت پر کوئی دوہرہ۔ کوئی کبت۔ کوئی لطیفہ کا گلدستہ بھی تیار کر کے سر مجلس حاضر کرتے تھے۔

تفریح کی صحبت ناچ رنگ کے تماشے یا اور اس قسم کی خلوتیں ہوں تو راجہ اندر ہی تھے۔ وہاں ان کے سوا دوسرے کو کب دخل ہو سکتا تھا۔ ان جلسوں کا سنگار کہو۔ باتوں کا گرم مصالحہ کہو۔ یا کھانے کا نمک مرچ

جو سمجھو بجا ہے۔
مُہمات ملکی ہوں تو وہاں بھی حاضر سب بے تلوار جنگ کرتے تھے۔ اور بے توپ۔ توپخانے اور خاکے اُڑاتے تھے۔ سواری شکار کے وقت بھی حاضر تھے۔ باتوں کے وہیں نمک مرچ سے کباب تیار کر کے کھلاتے کسی کا خاکہ اُڑاتے کسی کو مسخرا بناتے۔

بیربر راجہ کے کارنامے دربار اکبری میں

جب بیربر لقب مصاحب الشور کے ممتاز ہوئے اور ہمدم اور ہمراز اکبر شاہ بن گئے۔ بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس انہیں سفیر کر کے بھیجتے تھے۔ یہہ نہائیت زیرک اور دانا تھے۔ کچھ تو قومی قربت سے۔ کچھ منصب سفارت سے۔ کچھ حکمت عملی سے۔ کچھ اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے گھل ملجاتے تھے اور وہ کام نکال لاتے تھے کہ لشکروں سے نکلتے تھے۔ ۹۹۱ھ میں بادشاہ رائے لون کرن کے ساتھ راجا ڈونگر پور کے پاس بھیجا۔ راجہ اپنی بیٹی کو حرم سرائے اکبری میں داخل کیا چاہتا تھا مگر بعض باتوں کے سبب سے رُکا ہوا تھا۔ انہوں نے جاتے ہی ایسا منتر مارا کہ سب سوچ بچار بھلا دئیے۔ ہنستے کھیلتے مبارک سلامت کرتے سواری لے آئے۔ پھر ۹۹۲ھ میں بیربر کو راجہ رام چند رسجور یوان کے مہاراج تھے۔ اور بادشاہوں سے کم و مانع نہیں رکھتے تھے۔ اور جنہوں نے بقول مصنف منتخب التواریخ کے ایک دن میں ایک کروڑ روپیہ میاں تان حسین مشہور کلانوت کو بخشدئے تھے۔ اور سلطان ابراہیم لودھی کے لئے سارا سامان سلطنت کا مہیا کر دیا تھا۔ اور جنکی بخشش اور سخاوت کی شہرت اس زمانہ میں بہت کچھ تھی۔ ابتک بادشاہ کے پاس خود

حاضر نہ ہوئے تھے اگرچہ تحفہ تحایف اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیجتے رہتے
تھے۔ اب جو بادشاہ الہ آباد تھے۔ اور وہاں سے ریوان کا ملک نزدیک
تھا۔ اسلئے بادشاہ کو راجہ رام چندر کی یاد آئی تو اسپر فوج بھیجنے کی تجویز
کی کیونکہ باوجود اس بات کے کہ بادشاہ واسطے ملاحظہ الہ آباد خود گیا تھا۔
اور تاہم رامچندر واسطے سلام کے حاضر ہوا تھا بہت غضبناک تھا زین خان
کوکہ نے عرض کی کہ کسی مقرب سریر سلطانی کو بھیج دیجئے وہ اس کے ساتھ
آجائے گی۔ بادشاہ نے اس عالی دماغ راجہ کی شان و شوکت کا خیال کرکے
بیربر کو بھیج دیا۔ جب یہہ قلعہ باندھون گڑھ کے نزدیک پہنچے تو راجہ رامچندر
نے باہر آکر ان کی پیشوائی کی اور بہت تواضع اور تپاک سے اپنے دولتخانہ
میں لے گئے اور پھر ان کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
ابو الفیض فیضی حاضر تھے شعر ذیل تصنیف کرکے خدمت میں پیش کیا
مادہ تاریخ نکلتا ہے بہت انعام پایا۔

شعر تاریخ

منہی اقبال درین کہنہ دیر غلغلہ انداخت کہ القلیح خیبر
۹۹۱
الہ آباد کا شہر جو بتقریب اشاعت دین الہی آباد ہوا تھا بادشاہ دیکھکر
بہت خوش ہوئے۔ دار الخلافہ کی طرف کوچ کا حکم صادر کیا۔ ملا میر مہر دی خشتی
نے الہ آباد کے شہر کے نئے سکہ کا شعر تصنیف کرکے خدمت میں پیش کیا
جو قبول ہوکر مسکوک کرایا گیا۔

شعر سکہ مضروب شہر الہ آباد

ہمیشہ چون رخ خورشید و ماہ روشن باد — بہ شرق و غرب جہان سکہ الہ آباد

بیربر کا جاگیر اور خطاب راجہ دربار اکبری سے حاصل کرنا

اس وقت نگرکوٹ کے راجہ جے چند کشوچ راجپوت تھے وہ خود کبھی دربار میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ہوکر کانگڑہ فتح کا حکم دیا۔ اور حسین قلی خان کو فرمان بھیجا کہ کانگڑہ پر قبضہ کرکے بیربر کی جاگیر کردو۔ اور بیربر کو خطاب راجہ عطا کردیا۔ اور ارشاد ہوا کہ بیربر خود اس مہم میں جاوے۔ جب راجہ بیربر حکم لیکر لاہور میں گئے تو حسین قلی خان نے امرائے پنجاب کو جمع کیا لشکر اور توپخانے فراہم کئے۔ قلعہ کشائی اور پہاڑ کی چڑھائی کے سامان ساتھ لئے اور جنگل کاٹ کر راجپوتوں سے لڑتا بھڑتا قلعہ کانگڑہ تک پہنچا۔ راجہ جے چند کے بیٹے بدھی چند نے قلعہ کے اندر سے مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ سے طرفین میں لڑائی ہوتی رہی جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آیا۔ تو دفعتاً پنجاب پر ابراہیم مرزا باغی ہوکر چڑھ آیا تھا۔ اسلئے حسین قلی خان نے مصلحت وقت دیکھ کر صلح کرکے محاصرہ اٹھایا۔ راجہ کانگڑہ نے بھی غنیمت سمجھا۔ اسلئے جو شرطیں حسین قلی خان نے پیش کیں خوشی سے منظور کیں۔ چوتھی شرط پر سپہ سالار نے کہا کہ یہہ لائیت راجہ بیربر کو ہمارے بادشاہ نے مرحمت کی ہے انکے لئے کچھہ خاطر خواہ ہونا چاہئے یہہ بھی منظور ہوا جو کچھ ہوا اتنا ہوا۔ جس میں ترازو تول فقط پانچ من سونا اور ہزاروں روپئے کے عجائب و نفائیس تحفے بادشاہ کے لئے بھی راجہ موصوف نے دئے اور اطاعت اکبری منظور کی۔

بیربر کے نام پر قومی و مذہبی الزام

نگرکوٹ یا کوٹ کانگڑہ ہندوؤں کا مقدس مقام ہے۔ اس مہم میں زیادہ تر مسلمان تھے۔ انہوں نے کانگڑہ کے علاقہ میں بڑا ظلم کیا۔ جوالا مکھی کا مندر لوٹ

لیا۔ اور وہاں کے بہت پوجاریوں اور برہمنوں کو مار کر جابجا بے عزت کیا۔ اور اہل ہنود کو سخت تکلیف دی۔ مندر بھی توڑ دیا۔ کئی ایک ہنود عورتوں کی بے رحمی سے چادر عصمت پھاڑ دی۔ اسی سبب سے کہ راجہ بیربر بھی اس مہم میں شریک تھے اپنی قوم کے لوگوں اور قریبًا تمام اہل ہنود میں بہت بدنام ہوئے اور سب نے اسکا الزام انہیں کے سر پر تھوپا کہ برہمن اور پیشوا سے مذہب ہو کر انہوں نے مسلمانوں سے ایسی خون وخرابی نگرکوٹ کی پاک زمین میں کرائی۔ جس سے راجہ بھی بذات خود بڑے خجل ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اس نئی جاگیر کا پھر نام نہ لیا۔ بلکہ اپنی قدیمی زمین کالنجر علاقہ بندیل کھنڈ اس کے عوض کچھ حصّہ لے لیا۔

مؤلف۔ ایسی محنت و جانکاہی کے مقاموں میں راجہ بیربر کیا کرتے ہونگے کیا وہ اپنی مقدس جگہہ اور مندر کا لحاظ نہیں کرتے ہونگے نہیں ہرگز نہیں۔ کاہے کو کرتے اور کیوں کرتے وہ ہی زمین تو انکو جاگیر میں ملنی تھی۔ ع

"ہر کس مصلحت خویش نیکو مے داند"

اگر راجہ جی کچھ کرتے ہونگے۔ یہہ کرتے ہونگے۔ فقل مچلتے ہونگے مسخراپن کے گھوڑے دوڑاتے ہونگے۔ قلیوں اور مزدوروں کو گالیاں دیتے ہونگے۔ سپہ سالار اور اس کے عملہ ہنسی ہنسائی کھیلوں سے کہلاتے ہونگے۔ اگر اپنی مصلحت انکو نہ سوجھتی تو کیونکر بدنام اپنی قوم میں ہوتے +

بیربر کی شجاعت اور معرکے

غرض نگرکوٹ کا محاصرہ چھوڑنے کے بعد راجہ بیربر اور حسین قلی خاں ابراہیم مرزا کے تعاقب میں گئے جو انکے آنے کی خبر سنکر لاہور سے بھاگ گیا تھا اور اسکا بھائی مسعود گرفتار ہوا۔ راجہ اور حسین قلی اسکو لیکر بادشاہ کے حضور

میں آئے۔ اکبر نے مسعود کا غلطی معاف کر دیا۔ دوسرے برس مرزا ابراہیم کے دوسرے بھائی محمد حسین مرزا نے جو گجرات کا صوبہ تہا فساد کر کے بادشاہی صوبہ دار خان اعظم کو احمد آباد میں گھیر لیا۔ بادشاہ اس کی مدد کے واسطے معہ خاصان بارگاہ کے باد رفتار و تیز سوار ہو کر برق و بجلی کی طرح نویں دن معہ حسین قلی خان اور راجہ بیربر دارالخلافہ سے احمد آباد پہنچے۔ اس مہم میں راجہ بیربر نے اپنے آقائے نامدار کے زیر بغل اور حسین قلی خان سپہ سالار نے بڑے بڑے معرکے کئے۔ جس کے صلہ میں خسرو قدر شناس نے حسین قلی خان کو خطاب "خان جہان" دیا۔ اور راجہ کو خطاب "صاحب السیف والقلم" عطا کیا۔

حسین قلی خان کو جو خان جہان سے ملقب ہوا تھا جاگیر بھی دی اور راجہ کے واسطے اپنی مشکوئے دولت معلے کے پاس عمدہ عمدہ مکان اور مکان بنوائے تھے۔ جب راجہ انمیں جا کر رہے تو اس نے شکرانہ اس موہبت عظیم کے بادشاہ کی ضیافت کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ نے منظور فرما کر انکے گھر گئے۔ نقد نثار کیا۔ بڑے بڑے مسند ڈالے۔ کوسوں تک پا انداز بچھائے۔ تحفے تحائف پیش کئے۔ اور سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

بیربر کی فیاضی و سخاوت

ع "یارما ایں دارد و آں نیز ہم"

راجہ بیربر کی طبیعت انصاف کی طرف زیادہ رجوع رہتی تھی۔ سخاوت اور فیاضی بھی ان کی جبلی عادت تھی۔ فارسی کے کتب تاریخ سے ہی اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ وہ اپنی لیاقت اور وسعت کے موافق یکتائے عصر تھے اور ہندی شاعروں میں ان کی خود پرستی اور رسجا پروری اب تک اسی طرح ضرب المثل ہے کہ جس طرح حاتم طئی کی فیاضی فارسی اور عربی کتابوں میں

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایکدن میں کیشوداس کبیتر کو بصلا دو کبت کے ایک لاکھ روپیہ دیا تھا۔ اخلاق اور اطوار بھی راجہ بیربر کے بہت اچھے تھے۔ انہوں نے دربار اکبری میں عروج پاکر ابنائے جنس کے ساتھ سلوک اور احسان کیا اور اچھی اچھی باتوں میں اپنا نام نکالا۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد بڑہایا جس کے سبب سے دونوں فرقوں کی وحشت جاتی رہی اور ہندوستان میں امن ہوگیا۔ خصوصًا راجہ گاہندکو تو اکبر کیطرف ایسا میلان کردیا کہ کئی ایک راجاؤں نے بڑی خوشی سے اپنی بیٹیاں ڈولی میں ڈالکر اکبرشاہی محل میں داخل کردیں لاکھوں روپئے کے زیور جہیز میں بھیجا دئے۔ ظرافت اور زندہ دلی تو خاص انکا حصہ تھا۔ ان کے لطیفے اور نکتہ ہندوستان کے گاؤں اور شہروں میں لوگوں کو لوک زبان یاد ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی خاص ان کے جمع کرنے کی کوشش کرے تو عجب نہیں ہے کہ ایک بڑی کتاب تیار ہوجائے۔ بیربر اپنی خداداد طبیعت اور ظرافت کے سبب سے مصاحب دوالنشور شاہ اکبر بن گیا تھا +

نورتن دربار اکبری

ملک میں جسقدر کسی علم اور کسی فن کے صاحب کمال تھے۔ ہر سمت سے کہر کی قدردانی کی زنجیر میں جکڑے چلے آتے تھے۔ اکبر نے بلا خیال قوم و مذہب کے ایسے ہی لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا اور انہیں سے ایک کونسل قائم کرکے اسکا نام "نورتن اکبری" رکھا۔ اور ملکی جنگی انتظام اسی کے ماتحت کردیا۔ سلک نورتن میں مندرجہ ذیل اشخاص تھے:۔

نوٹ ۱:۔ حاتم۔ ملک عرب کے فرقہ بنی طئی کا سردار اور فیاض جوانمرد شخص گذرا ہے جسکو تقریبًا ۱۳ اسو برس کے ہوئے ہونگے۔

(۱) ملک الشعرا ملا سرزمان محمد ابو الفیض فیضی ملک الشعرا۔
(۲) موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل براور فیضی۔
(۳) افلاطون عصر حکیم ہمام گیلانی۔
(۴) جالینوس دوران حکیم مصلح الدین ابو الفتح گیلانی۔
(۵) میرزا عبدالرحیم پسر بیرم خان اتالیق اکبر۔
(۶) میرزا عبدالعزیز کوکلتاش الملقب خان اعظم۔
(۷) راجہ ٹوڈرمل صدر دیوان بیوتات۔
(۸) راجہ مان سنگھ خسر پورہ اکبر برادر جودھ بائی۔
(۹) راجہ بیربر الملقب بہ صاحب النشور۔

بیربر کے ہمعصر و امرائے دربار دربار اکبر شاہی

راجہ مان سنگھ۔۔۔۔ خسر پورہ اکبر براد رجودھ بائی۔
راجہ ٹوڈرمل۔۔۔۔ صدر دیوان۔
رائے منوہر لعل۔۔۔۔ راجہ کالنجرا۔
رائے لون کرن۔۔۔۔ راجہ ہندیل کھند
راجہ بھگوان داس۔۔۔۔ خسر نورالدین جہانگیر منتظم محلات شاہی

مذکورہ صدر ہند و راجوں سے مفصلہ ذیل دو راجے بیربر میں اپنے عہدہ اور منصب میں بڑھ کر تھے مگر بیربر آفت کے پرکالے نے ان کو بھی مطیع فرمان کر رکھا تھا۔ ممکن نہیں ہے کہ بیربر کی فرمائش ہو اور یہ قبول نہ کریں۔ یہ دونوں راجے بہت نامور تھے اور تاریخوں کے اوراق انکے اوصاف سے پُر ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پہ اپنے ناظرین کو ان کے

حالات سے بہی مطلع کریں۔

راجہ مان سنگھ کی تصویر اور اس کے خط و خال

راجہ مان سنگھ بھگوان داس کا بیٹا اور راجہ بہاڑا مل کا پوتا تہا۔ جنکا خاندان صدہا سال سے نسلاً بعد نسلاً خاندانی راجے چلے آتے تھے انکا خاندان بڑا عظیم الشان تہا۔ اور یہہ کچھواہ کہلاتا تہا۔ راجپوت اقوام کے راجاؤں میں سے اوّل ہی اوّل انہوں نے ترک بادشاہ کی رفاقت میں اپنی جاںاز مال خرچ کردیا۔ انکی ریاست کا نام رنبیر تہا۔ اور بہاڑا مل کو اپنے علاقہ میں پورے اختیارات اپنی قوم اور ملک پر حاصل تھے۔ راجہ بہاڑا مل نے ۹۶۳ھ میں پہلے سال جلوس اکبری میں اکبر شاہ کو مجنون جان تاقشال کی مہم میں جو مقام نازنول پر ہوئی بڑی کمک دی۔ اس کے بیٹے راجہ بھگوانداس نے دوسرے سال ۹۶۴ھ میں اپنی لڑکی جو وہ بہائی اکبر شاہ کے عقد میں دی اور جان نثاری کی پوری پوری مثال اپنے ترک بادشاہ کو دکہائی راجہ مان سنگھ اکبر کا رشتہ میں پھوپہا تھا۔

یہہ سورما اکبر ہمرکاب کئی معرکوں میں شامل رہا۔ ۹۸۰ھ میں اکبر شاہ کے گجرات کے معرکے میں شامل تہا۔ ۹۸۰ھ میں شعلہ پور کی مہم بذات خود جا فتح کی۔ ۹۸۳ھ میں اودے پور کی مہم میں بہادری اور دلاوری کے وہ جوہر دکہائے کہ خود اکبر شاہ بہی دنگ ہوگیا۔ رانا سے اودے پور کے ساتھ اونکا مقابلہ ہوا۔ اور پتلے کئی وار ہوئے۔ آخر رانا نہ ٹھہر سکا۔ مان سنگھ کے ہاتھ سے زخم کہایا۔ اسی روز سے سپہ سالار فوج اور منصب ہفت ہزاری سے سرفراز ہوا۔ ۹۹۰ھ میں اڑیسہ کی مہم فتح کی۔ اور پرتاب نیو جو اس اڑیسہ کا راجہ تھا اور اس کو اسکے بیٹے نرسنگھ دیو نے زہر

دیکر مار ڈالا تھا۔ اور خود راجہ بن کر اکبر سے سرکشی کی ہیلئے مان سنگھ نے اسکا پورا پورا انتظام کیا۔

سنہ ۹۹۳ھ میں راجہ مان سنگھ کی بہن راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شہزادہ سلیم اکبر کے بیٹے کی شادی ہوئی۔ راجہ بھگوان داس نے کئی طویلے گھوڑے۔ سو ہاتھی۔ صدہا لونڈی غلام باسن تک مرصع ترتھالے رنگا رنگ اور جواہر اپنی بیٹی کے جہیز میں دیا۔

علامہ ابو الفضل اپنے آئین اکبر میں لکھتے ہیں۔

تاریخ عقد نکاح شہزادہ سلیم جہانگیر

دین و دنیا را ببارک باد کیں فرخندہ عقد ۔ از برائے انتظام دین و دنیا بستہ اند
در نگارستان دولت نوبہشتم شاہ را ۔ حجلۂ چوں پردہ ہائے دیدہ رنگین بستہ اند

اور لکھتے ہیں کہ اکبر خود برات کے ساتھ گیا۔

اور علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے قطعہ تاریخ لکھا:۔

قطعۂ تاریخ

زہے عقد در باش سلطان سلیم ۔ کہ پیرو تو دہد سال امید را
زیر وردن آفتاب دول ۔ قرانے شدہ ماہ ناہید را

سنہ ۹۹۴ھ

سنہ ۹۹۵ھ میں مان سنگھ کی بہن کے گھر لڑکا پیدا ہوا خسرو نام رکھا اور مان سنگھ اسکا اتالیق مقرر ہوا۔

سنہ ۱۰۰۲ھ میں اکبر نے اپنے جشن سالانہ کی تقریب پر اپنے پوتے خسرو با وجود خورد سالی کے پنج ہزاری منصب دیکر اڑیسہ اس کی جاگیر میں دیا۔ اور مان سنگھ راجہ کو اسکا انتظام سپرد ہوکر منصب ہفت ہزاری پر سرافراز کیا۔

راجہ مان سنگھ کے سوانح اور کارنامے لکھنے کے واسطے کئی ورق اور کئی روز درکار ہیں مگر ہم نے مختصر طور پر ایک سرسری نظر راجہ کے حالات پر اپنے ناظرین کو کرا دیا ہے۔ راجہ مان سنگھ کے دو بیٹے جگت سنگھ اور بھاؤ سنگھ تھے۔ جگت سنگھ اکبر کے عہد میں پنجاب کا صوبہ تھا۔ اور بھاؤ سنگھ خورد سال تھا۔

غرض اس ہیرو نے ۱۰۲۳ھ میں انتقال کیا۔

شیخ ابو الفضل اپنے آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ راجہ مان سنگھ کو اکبر کے ساتھ بہت اخلاص تھا۔ ایک روز میں نے ان سے تخلیہ میں کہا کہ راجہ تم کیونکر دین الٰہی میں داخل نہیں ہوتے ہو۔ تاکہ تمہاری وفاداری اور اخلاص کا کامل اظہار لوگوں پر ہو جائے۔ مان سنگھ نے کہا کہ میں نے اپنا جان و مال آبرو سب اکبر پر قربان کر دئے ہیں۔ اگر اس پر بھی مجھے لوگ وفادار نہیں کہتے تو نہ کہیں۔

راجہ ٹوڈر مل صدر دیوان کی فوٹو کا نظارہ

راجہ ٹوڈر مل ذات کا کھتری اور کوٹ کا ٹھن تھا۔ ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن کے ممبران نے اس کے اصلی وطن کی تحقیقات بہت کچھ کی مگر یہ قرار پایا کہ موضع لاہر پور علاقہ اودھ کا رہنے والا تھا۔ باپ سے بچپن میں چھٹکارہ ہو گیا تھا۔ کچھ تعلیم و تربیت پا کر اپنے باپ کی طرح اچھا خاصہ منشی تھا۔ اوائل میں نواب مظفر خان کی خدمت میں مقرر تھا اور رفتہ رفتہ ہوتے منصب داروں میں داخل ہو گیا۔ اس کی طبیعت میں خوش قاعدگی پابندی صفائی اور دیانت ابتدا ہی سے تھی جس کے سبب دربار اکبری تک اس کی رسائی ہو گئی۔ اکبری بیوتات میں منشی مقرر ہو گیا۔

رفتہ رفتہ صدر ہوتا ت کل ممالک ہند ہو گیا۔ ٹوڈرمل اپنے دھرم اور پوجا پاٹھ کی پابندی سے پورا ہندو تھا۔ آئین و تعمیل اور محاسبات عملدر آمد میں کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتا تھا۔ بہت سے معرکوں میں نام حاصل کیا تھا۔ سنہ ۹۸۰ھ میں دربار سے فرمان ہوا کہ گجرات پر جاؤ اور وہاں کے جمع خرچ کا بندوبست کرو۔

سنہ ۹۸۱ھ میں منعم خان کے ہمرکاب بہار کی فتح کی۔

سنہ ۹۸۲ھ میں ہمراہ راجہ مان سنگھ بنگالہ کی مہم میں بہت کچھ بندوبست محاصل وغیرہ کیا۔ سنہ ۹۸۷ھ میں سلطان پور کی مہم فتح کی۔ اور منگیر کے محاصلات کا انتظام کیا۔ سنہ ۹۹۰ھ میں منصب چار ہزاری اور خطاب راجہ حاصل کر کے مسند وزارت پر بیٹھا۔ اور اپنی لیاقت سے وہ کارہائے نمایاں کئے کہ اکبر شاہ کو بہت خوش کر دیا۔ سنہ ۹۹۶ھ میں خاص فرمان ہوا کہ نورتن اکبر شاہی میں داخل ہو کر مہمات ملکی میں انتظام کیا کرو۔ عمدۃ الملک کے خطاب سے ممتاز ہوا۔

سنہ ۹۹۷ھ میں لاہور کا شہر جاگیر میں ملا۔ منصب ۵ ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اسی خوشی اور سرفرازی کی تقریب پر مہر کا سجعہ بنا کر اپنی جاگیر میں فرمان جاری کرنے لگا۔

سجعہ مہر راجہ ٹوڈرمل صددیوان

آنکہ شد کار ہند وازو مختل ۔ راجہ راجہاست ٹوڈرمل

ٹوڈرمل کی عمر کا ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوا۔ ملا پیر محمد بدخشی نے جو تاریخ لکھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے عمر سے بھی برکت پائی تھی آخیر عمر میں اپنی جاگیر لاہور میں آئے ہوئے تھے کہ تعمیر نیک عمل ہوتے حسن اتفاق دیکھو کہ راجہ بھگوان داس اور ٹوڈرمل نے ایک سال میں قضا کی

ملا صاحب لکھتے ہیں :-

مصرعۂ تاریخ

بگفتا ٹوڈر رو بھگوان مرد ند
۹۹۸ھ

شیخ معز الدین ابوالفتح گیلانی جو اکثر راجہ ٹوڈر مل کے برخلاف رہتے تھے اور کسی وجہ پر راجہ سے بہت ناراض ہوگئے تھے قطعہ ذیل تاریخ انتقال راجہ ٹوڈر مل میں فرماتے ہیں :-

(متعلقہ حال راجہ ٹوڈر مل)

تاریخ انتقال راجہ ٹوڈر مل

ٹوڈر مل آنکہ ظلمتش بگرفتہ بود عالم چوں رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خورم
تاریخ فیتش را از پیر عقل جستم خوش گفت پیر دانا دی رفت در جہنم
۹۹۸ھ

لطیفہ

ایک دن نواب خاناں نے اکبر بادشاہ کے روبرو ٹوڈر مل سے پوچھا کہ راجہ صاحب "مل" کے کیا معنے ہیں؟ راجہ نے کہا۔ خان صاحب جو معنے "بیگ" کے ہیں وہی "مل" کے ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر ہنس پڑا کیونکہ مل اور بیگ دونوں لفظوں کے معنے زبان سنسکرت میں غلاظت کے ہیں۔ سامعین کو جب ان الفاظ کی ماہیت معلوم ہوئی تو مجلس میں ایک بڑا قہقہہ اڑا۔

بیربر کا دربار اکبر شاہی میں عروج پانا اور نئی نئی بخششیں کا لینا

آئین اکبری میں شیخ ابوالفضل فرماتے ہیں کہ ۲۶ھ میں جلوس کے جشن نوروزی

میں بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو ایک ایک درخواست و تجویز جو مفید ملک و رعایا ہو پیش کرنے کے واسطے اجازت دی تھی۔ چنانچہ بمضمون المامور معذور ہر ایک امیر نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔ راجہ بیربر نے مجرا بجا لاکر یہہ شعر پڑھا یہہ تجویز واسطے مصلحت ملک و رعایا کے پیش کی تھی۔

شعر

بہ دیوان سپا نماز فریاد کس ۔ کہ باشند دیوان بود دادرس

کچھ بے لوث اور بے لوث اشخاص ایسے مقرر کئے جاویں کہ جو صبح و شام شہر کے مظلوموں اور ستم رسیدوں کی تلاش و تجسس میں جا بجا پھرتے رہیں اور جیسا کچھ انکا حال معلوم ہو براہ راست بلا کم و کاست بغیر آمیزش طمع نفسانی و اغراض انسانی کے دربار عالی میں عرض کیا کریں۔ بادشاہ نے انکی تجویز پسند فرمائی اور یہہ کام انہیں کے متعلق کر دیا اور اس کے دو برس بعد ۹۹۲ھ میں کل اختیارات ان کو بخشدئے تھے۔

شعر

خدا ترسی را بر رعیت گمار ۔ کہ معمار ملک است پرہیزگار

قاسم علی خان حکیم ہمام اور شمشیر خان کوتوال کو اکبر شاہ نے بیربر کی امداد کے واسطے مقرر کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ سوگند اور گواہ کے اوپر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی عقل اور تجربہ کاری سے بھی کام لیں۔ اور مقدمات کی کد و کاوش میں کبھی سستی اور تغافل روا نہ رکھیں۔ ایسا نہو کہ کسی مظلوم آفت رسیدہ کی دادرسی نہ ہو۔

بیربر کی مصالحت ملکی و مالی میں ایجادیں

اکبر شاہ کے عہد سلطنت میں جو ۹۶۲ سے ۹۱۴ تک ہی صرف ایکدفعہ

قحط اور بے انتظامی کی شکایت ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے حسب التجویز راجہ اور شیخ ابوالفضل کے ذیل کی اصلاحیں نکالیں۔

مختلف اشیاء جو مہمات سلطنت میں جزلائے ضروری بلکہ ہمیشہ کاروبار کے لئے لازمی اوزار ہوتے ہیں۔ وقت پر تیار نہیں ملتیں۔ اسلئے سنہ ۹۹۱ء میں حکم دیا کہ ایک ایک کی حفاظت اور ترقی اور عمدہ اقسام کا بہم پہنچانا ایک ایک امیر کے ذمہ ہو۔ اس سپردگی میں مناسبت حال بلکہ ظرافت کا گرم مصالحہ اور نمک بھی چھڑکا۔

مولف اے اکبر شاہ تیری اصلاحیں تیرے اخلاق تیری ملنساری اور رعیت پروری۔ مگر افسوس ہے کہ غیر از تیری نام نیک کے اور کچھ صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہیگا۔

لموالفہ

بیک گردش چرخ نیلوفری۔ نہ اکبر بجا ماند نے اکبری

ذیل کی فہرست سے سب کچھ مگر مختصر طور پر واضح ہو جائے گا۔

فہرست

مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل ...... مراسلہ نویسی و انتظام منشیات۔

عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل ...... ہاتھی اور غلہ سب قسم کا محاسب یا مالگذار۔

مرزا یوسف خان برادر خان اعظم ... اونٹ کے گھد اشت۔

شریف خان اعظم خان کے چچے ...... بھیڑ بکری۔

قاسم خان میر بحری ...... جڑی بوٹیاں۔ نباتات ادویات۔

مسیح الدین ابوالفتح گیلانی ...... مسکرات و معالجات شہزادگان۔

حکیم ہمام برادر ابوالفتح ...... معالجات خاندان شاہی و بیگیات۔

علامہ ابوالفیض فیضی .... تصنیفات و علمی عجائبات۔
راجہ بیربر مصاحب دل النشور...... گائے بھینس وغیرہ۔
میرزا عزیز کوکلتاش .... پشمینہ

مولف :۔ موخرالذکر دو امیروں کو تو خوب ہی انتظام سپرد کیا۔ آفرین اکبر شاہ کی ہوشیاری پر ہے۔ میرزا موصوف کی داڑھی بہت لمبی تھی۔ اچھی خدمت سپرد کی۔ اور بیربر برہمن تھے انکو گوالا بنا دیا۔

بیربر کی علم موسیقی میں مہارت

بیربر ہر فن میں یکتا تھے۔ اہل علم کی مجلسوں میں بیٹھ کر تو شاعری بھی سیکھ لی تھی۔ اور کبت وغیرہ کہتے کہتے راگ رنگ کے جلسے اڑاتے اڑاتے علم موسیقی میں بھی کامل بنگئے تھے۔ ذکی ایسے تھے کہ جو بات یا معاان سے کہو جھٹ پٹ سمجھ لینا۔ جو راگ راگنی ان کے سامنے کہا فوراً اسکا مقام تان وغیرہ جان لینا۔ میاں تان سین مشہور گویئے بھی اسی عہد میں تھے۔ بیربر کی اکثر ان سے رفاقت تھی +

حکایت

شعر

عالمی را بسخن سوخت بدانم کان شمع - این ہمہ چرب زبانی ہنر کجا مے آرد

ایکدن راجہ بیربر اور میاں تان سین دونوں اپنے اپنے فن کی تعریف کرتے تھے اکبر شاہ نے کہا۔ یوں تو ہم مانتے نہیں تم کسی منصف اور بے غرض شخص سے انصاف کرالاؤ۔ بیربر بولا کہ آپ حکم دیں جس کے پاس جاویں۔ بادشاہ نے کہا راناپرتاب سنگھ ہم سے کچھ غرض نہیں رکھتا ہے تم اوس سے فیصلہ کرالاؤ۔ کہ کون اپنے فن میں یکتا ہے۔ پس دونوں فرمان شاہی لیکر رانا موصوف کے

پاس گئے۔ حق پوچھو تو میاں تان سین۔ فرد روزگار تھا کہاں بیربر کہاں وہ۔
تان سین نے جاتے ہی گانا بجانا شروع کر دیا۔ اور بیربر خود محل کے منتظر
رہے۔ جب کوئی بات ہو تو اس میں اپنا علم مجلسی کے جوہر دکھلاویں۔
آخر جب بیربر نے دیکھا کہ تان سین تو راناکو رجھا کر میدان جیت لیگا تو
ایکدن اس کے روبرو راجہ سے کہا کہ جب ہم بادشاہ کے پاس رخصت ہو کر
اجمیر میں پہنچے۔ تو میں نے تو پوشکر جی میں جا کر یہہ مانگی کہ جو میں رانا جی کے
دربار سے سرخرو ہو کر آؤں گا تو ایک سو گائیں پن کروں گا۔ اور ان میاں جی
نے درگاہ میں جا کر یہہ منت مانی کہ جو رانا جی مجھکو اچھا لکھدیں گے تو ایک سو
گایوں کی قربانی دوں گا۔ اب ان ایک سو گائیوں کا مرنا جینا آپکے اختیار میں
ہے۔ اگر گائیں مروانی ہیں تو میاں تان سین کو اچھا لکھدیجیے۔ اور زندہ رکھنا
چاہو تو مجھ کو سند عنایت کیجیے۔
رانا جی نے یہہ سنتے ہی بہت تامل کیا اور مصلحت اس میں دیکھی کہ بیربر برہمن
ہے۔ فوراً بادشاہ کو لکھدیا کہ بیربر اپنے فن میں استاد ہے میاں تان سین
بیچارے منہ دیکھتے رہ گئے۔ بہت بیری چالاکی کی ستیاناس۔

بیربر کی جاگیر شہر عدم آباد کا نقشہ

افغانوں کا ملک سوات اور باجوڑ کا علاقہ پشاور کے مغرب میں ہے۔ اس کی
خاک زرخیز اور بارآور ہے۔ آب ہوا اعتدال اور موسم کی سردی اس پر اضافہ
شمال میں ہندوکش پہاڑ۔ مغرب میں کوہ سلیمان۔ جنوب میں خیبر کی پہاڑیاں
یہاں کے تتار اور رولاو افغان بُرّدرانی کہلاتے ہیں۔ ملک کی حالت نے
انہیں سر غرور بنا کر اپنی قوموں میں ممتاز کیا ہے۔
علاقہ مذکور میں بہت وسیع و پُر تنگ وادی ہیں۔ ہوا کی لطافت۔ زمین

کی سرسبزی پانی کی روانی میں کشمیر جنت نظیر کو جواب دیتی ہیں۔ جن کے گرد اونچے اونچے پہاڑ ہیں یا گھنے جنگلوں میں جا کر غائب ہو جاتی ہیں۔ یہہ کوہستان ایسا بے ڈھنگ ہے کہ جن لوگوں نے ادھر کے سفر کئے ہیں۔ وہی وہاں کی تکالیف سے واقف ہیں سنا واقفوں کی سمجھ میں نہیں آتا +

شہر عدم آباد کا خیرہ

جب پہاڑ میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے زمین تھوڑی چڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے پھر دور سے ابر سا دکھائی دیتا ہے کہ ہمارے یمین و یسار تک برابر چھایا ہوا ہے اور اٹھتا چلا آتا ہے۔ جوں جوں آگے بڑھتے چلے جاؤ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی قطاریں نمودار ہوتی ہیں۔ ان کے بیچ میں سے گھس کر آگے بڑھو تو ان سے اونچی اونچی پہاڑیاں شروع ہوئیں۔ ایک سلسلہ کو چلتے چلتے قطع کیا۔ تھوڑی دور چڑھتا ہوا میدان اور پھر وہی قطار آ گئی۔ یا تو دو پہاڑ بیچ میں سے پھٹے ہوئے ہیں (جسکو درہ کہتے ہیں) انکے بیچ سے نکلنا پڑتا ہے۔ یا کسی پہاڑ کی کمر سے چڑھتی ہوئی اوپر ہو کر پار اتر گئی چڑھائی اور اترائی میں ان پہاڑوں کی دھاروں پر دونوں طرف گہرے گہرے گڑھے نظر آتے ہیں کہ دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ خدا پاؤں پھسلا اور گرا نیچے تخت ثریٰ ہے نکلنا مشکل ہے کہیں میدان آیا کہیں جس طرح چڑھے تھے اسیطرح اترنا پڑتا ہے۔ رستے میں جا بجا درے آتے ہیں وحشتناک اور سنسان پہاڑ ملاقات کرتے ہیں۔ اور ان دروں کے اندر کوسوں تک یہہ افغان بھی بستے ہیں۔ جبکا کسی ناواقف کو حال معلوم نہیں پہاڑوں پر چھوٹے اور بڑے درخت ہیں دائیں بائیں پانی کے چشمے پتھروں سے پھوٹ نکلتے ہیں۔ زمین کہیں ندی کہیں نالا ہو کر بہتے ہیں پل اور

کشتیوں کے بغیر آر پار جانا مشکل ہے۔ افغان جو اس وادی کے بادشاہ ہیں۔ دُنبوں اور اونٹوں کی پشم کی شطرنجیاں تمام روز بُنتے ہیں۔ پہاڑوں میں کہیں انکا خیمہ لگا ہوتا ہے۔ کہیں دامن کوہ میں کوٹھے کوٹھڑیاں نظر آتی ہیں۔ اپنی اپنی کھیتی باڑی کرتے اور جنگلی میوے کہاتے پیتے ہیں۔ پنیر۔ دودہ۔ دہی گھی خشک میوے ان کے اسٹاک میں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

عدم آباد کے باشندے اور انکے طریق

جب کوئی دشمن غیر قوم و علاقہ ان پر حملہ کرتا ہے تو سامنے ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔ ایک اونچے پہاڑ پر چڑہ کر نقارہ بجاتے ہیں۔ جہاں جہاں تک آواز پہنچے ہر شخص کو پہنچنا واجب ہے۔ دو دو تین تین وقت کا کہانا گھر سے باندہتے اور ہتہیار سب موجود ہوتے ہیں۔ جب مقابلہ ہوتا ہے تو افغان نہائیت بہادری سے لڑتے ہیں۔ جب حملہ کرتے ہیں تو توپوں پر آن پڑتے ہیں۔ خدا تمہیں برکت دے۔ آفرین تمہارے ننگ و ناموس پر ہے کہ ابوالفضل جیسے حق شناس نے تمہاری جرأت اور دلیری میں اپنا عزیز وقت صرف کیا اور ورق سیاہ کئے ہیں۔

عدم آباد کے باشندوں کا سرکشی کرنا

یہ پٹھان کچھ عرصہ سے تیراہ۔ بنگش۔ درۂ خیبر۔ سواد اور بنیر میں جابجا فساد کرتے پھرتے تھے۔ کابل کا رستہ اور کنارہ اٹک سے لے کر پشاور تک علاقہ ان کی لوٹ مار سے آبادیوں کو ویران کرتے تھے۔ بادشاہی حاکم فوجیں لیکر دوڑتے تو وہ سینہ زوری سے سر توڑ کر مقابلہ کرتے۔ پھر پہاڑوں میں گھس جاتے۔ اکبر نے زین خان کوکلتاش کو چند امراء کے ساتھ فوجیں دیکر روانہ کیا مگر انکی

جمعیت اور طاقت بڑھی ہوئی تھی اسلئے بار بار لشکر بھیجنا پڑتا تھا۔ اور جو فوج جاتی انکی سرکوبی کے واسطے کافی نہ ہوتی تھی +

بیربر کی عدم آباد کے باغی باشندوں پر یلغار اور انکی سرکشی فرو کرنے کیواسطے روانہ ہونا

بادشاہ اس دفعہ بہت متفکر تھے کہ اب کس کی افسری میں فوج بھیجی جائے جو ایسی کڈھبا ور دشوار گذار گھاٹیوں میں لشکر کو لیجائے اور پیچیدہ صورتوں کو جو وہاں پیش آئیں سلیقہ کے ساتھ سنبھالے۔ ابوالفضل نے درخواست کی کہ فدوی کو اجازت ہو۔ اگرچہ میں شرف حضوری کو دونوں جہان کی بزرگی سے بہتر سمجھتا ہوں مگر جو حضور کی نظر سے دور اور غائب رہ کر کوئی شرط خدمت اور جان نثاری کی بجالاؤں تو عوام الناس میں میرا بھی حاضری اور باطنی اخلاص ثابت اور راسخ ہو جاوے۔ بیربر بھی موقعہ پر موجود تھے۔ انہوں نے بھی فہمیدوں اور نام آوروں کی فہرست میں نام درج کرانے کی لالچ سے ادب بجالا کر عرض کی کہ غلام کی خدمت قبول ہو۔ بادشاہ نے قرعہ ڈالا۔ موت کے فرشتہ نے بیربر کا نام سامنے دکھایا۔ اس کے چٹکلوں اور لطیفوں سے بادشاہ بہت خوش ہوتے تھے۔ اور ایکدم بھی جدائی گوارا نہ تھی۔ خدا نے کیا سبب کیا ہر چند جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبوراً اجازت دی۔

مصرعہ "چوں قضا آید طبیب ابلہ شود"

اور حکم دیا کہ خاصہ کا توپخانہ بھی ساتھ جائے۔ سامان سفر خیمہ وخرگاہ سب مہیا کرایا۔ بیربر جب رخصت ہونے لگا تو اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا اے بیربر جلدی آنا۔ بہت سی نشیب فراز باتیں سمجھائیں اور رخصت کیا۔

راجہ نے سوآد اور نبیر کے پہاڑوں میں پہنچکر افغانوں کو سخت سزا دی جو مطیع ہوا اس کو امان دیا جس نے مقابلہ کیا اس کے خار وجود کو نوک شمشیر سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ افغانوں کے پاس صرف دکرا کر کی ایک گھاٹی باقی رہ گئی۔ اس کے فتح کرنے کے واسطے زین خان نے بادشاہ سے اور فوج منگوائی کیونکہ راجا اور زین خان سپہ سالار کے ایک بڑا لشکر حکیم مسیح الدین ابو الفتح گیلانی کو دیکر بھیجا حکیم جو وہاں پہنچا تو اس کی اور راجہ کی بھی نہیں بنی۔ اور یہہ تینوں (زین خان۔ بیربر اور حکیم) ایک جگہ جمع ہوئے تو بد قسمتی سے اور کام میں تین تیرہ ہو گیا۔ سفر اور حضر میں ہر روز راجہ اور حکیم کی نوک جھوک ہو جاتی تھی اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تب بھی یہ حال رہا۔ غرض راجہ اور حکیم جو پہلے دربار اکبری میں ایک دوسرے کے جانی دوست تھے۔ اب برعکس اس کے سخت دشمن ہو گئے۔ زین خان اکثر ان دونوں کو آشتی کرتا رہا۔ ایسی ایسی کج بحثیوں اور بدعملیوں سے نہ فوج کی روانگی ترک کے ساتھ ہوتی تھی اور نہ کوئی اس مہم کے انجام دینے کو دل نہاد ہوتا تھا۔ راجہ اور حکیم خود رائی سے راہ نوردی کرتے تھے۔ زین خان اس خیال سے کہ یہہ دونوں بھی مصاحب خاص بادشاہ کے ہیں انکو زیادہ نہیں دباتا تھا۔ آخر اس باہمی کدورت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ پٹھانوں نے پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں راستہ روک لیا۔ صندوق خزانہ اور سامان باربرداری سب لوٹ لیا۔ زین خان بہت پریشان تھا کہ کیونکر اس الجھی ہوئی بازی شطرنج کو جسکو بساط ہی نااتفاقی کے طریقہ میں چنی تھی درستی لائے اور خود اپنی جان مارنے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا مگر بے وقت کے کوچ اور فوج کی بے اتفاقی سے کوئی کام نہیں بنتا تھا۔ ہر روز لشکر کے آدمی ضائع ہوتے تھے سامان لوٹا جاتا تھا۔ پٹھان چاروں طرف سے تنگ کرتے

تھے۔ ناظرین آپکو تو پٹھانوں کے ملک اور نقشہ جنگ پہلے ہی بتا دیا ہے جس سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے تنگ درّوں میں لشکر اکبر کا کیا حال ہوا ہوگا۔ مگر جو سردار نامی جنکا ناموس اور عزت دار تھا انہوں نے میدان نہیں چھوڑا تھا۔ وہ صرف جمکر ثابت قدمی سے دشمنوں کے ساتھ لڑے اور کام آئے۔ پٹھانوں نے خزانہ اسقدر لوٹا کہ مالا مال ہوگئے۔

بیربر کا عدم آباد فتح کر کے شہر خموشاں میں اپنا خیمہ لگانا

(افسوس)

هر که را بر وره گیتی عاقبت خواہش بر بجت۔ حال آں فرزند چوں باشد که خصم تن مادر است

جب بادشاہی فوج کتھل کرا کے نیچے پہنچی تو ایک شخص نے راجہ بیربر کو یہ خبر دی کہ پٹھان آجکی شب شبخون کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر اس تنگ درہ سے کہ جسکا طول تین چار میل سے زیادہ نہیں ہے دن دھاڑے عبور ہو جائے تو پھر کچھ تشویش نہ رہے اسوقت چراغ شمس بجھنے پر تھا۔ بیربر نے بلا مشورہ زین خان و حکیم ابو الفتح کے کوچ کر کے درے سے گذرنے کا ارادہ کیا۔ پس لشکر بھی لگے پیچھے ہو گیا۔ شام کے وقت ایک تنگ گھاٹی میں پہنچے۔ پٹھانوں نے موقع دیکھ کر شل ہور ملخ کے پہاڑوں پر سے شور کر کے تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ فوج راستہ کی تنگی اور تاریکی سے راہ بھول گئی اور جابجا غاروں اور گھاٹیوں میں ماری گئی۔ جو ایکدفعہ بچھڑا پھر نہیں ملا۔ بہت سا نقصان جان و مال ہوا۔ قریب آٹھ ہزار آدمی کے مارا گیا۔ بیربر کی جان بھی اس مہم کے بھینٹ ہوئی یعنی راجہ بیربر مع ملا شیری شیخ چند وغیرہ سب قتل ہوئے۔

حکیم ابو الفتح اور زین خان کوکہ سپہ سالار نے مشکل سے جان بچائی اور اٹک میں آن کر دم لیا۔

عبرت

آخر گل اپنی خاک در میکدہ ہوئی پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

مصاحب دانشور بیربر کی بے تدبیری اور اسکے نام پر تاریخی الزام

کسے را کہ برگشتہ شد روزگار ہماں آں کند کش نباید بکار

بعض مسلمان مورخ راجہ بیربر کے اوپر یہہ الزام لگاتے ہیں کہ اس مہم کی ناکامیابی کا باعث راجہ بیربر تھا۔ راجہ کا ہمراہی حکیم ابوالفتح اور زین خان کوکہ سے شکایت غرور مصاحبت اور اس خصوصیت کے گھمنڈ سے تھا جو اسکو اکبر شاہ کے ساتھ تھی ورنہ زین خان کوکہ بادشاہ کا دودھ بھائی اور منصب میں بھی زیادہ اور عمدہ امراؤں میں سے تھا اور راجہ کا منصب سہ ہزاری تھا پس جو کچھ نتیجہ اس کو ملا وہ گویا ثمرہ اس کی ناشکری کا تھا۔ در حقیقت یہہ حالات کچھ واقعی ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اور بلکہ التعجب آتا ہے کہ بیربر سا ہوشیار آدمی جو کان عقل اور ظرافت کا پتلا تھا ایسی غلطی کرے کہ اپنے ہمعصروں سے بڑھ جائے۔ اور باہم لاف وگزاف تک نوبت پہنچ جائے۔ اور جسکا ماحصل بدنامی کا ہو۔ مگر جب کارخانہ قضا و قدر کی نیرنگیوں کو دیکھتے ہیں تو اسکا کچھ عالم ہی نرالا اور عجیبہ نظر آتا ہے جسکا حد و حساب نہیں۔ اور نہ فہم و قیاس میں آتا ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

"اذا اراد اللہ شیئاً ھیٔ اسبابہا"[1]

بلکہ بڑے بڑے حکیموں اور فیلسوفوں کی عقل سرگرداں ہو جاتی ہے اور مشیت ایزدی اشخاص ذی عقل کو نادان محض بنا کر اپنا کرشمہ قدرت دکھا دیتی ہے۔ بیربر کی دانائی اور ظرافت وہیں تک تھی کہ جہاں تک اسکی قسمت اچھی تھی۔ اور جب نحوست کے دن

---

[1] خداوند عالم جو کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اُس کا اسباب بھی بنا دیتا ہے

آئے اور راجہ کے سر پر قضا سوار ہوئی۔ اور اُن سے وہ اعمال ظہور میں آئے جو خلاف ان کی طبیعت صلح کل کے تھے۔

"وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ"[1]

مصاحب دانشور بیربر کے مرنے پر اکبر شاہ کا ماتم کرنا

جب بادشاہ کو بیربر کے مرنے کی خبر پہنچی خاطر قدسی پر اسقدر بار غم ہوا کہ گویا ابتدائے جلوس سے آجتک نہ ہوا تھا دو رات دن معمولی سرور نہ کیا بلکہ کھانا تک نہ کھایا۔ اور بہت پریشان تھے۔ اور کہتے تھے افسوس اس کی لاش اس تنگ گھاٹی سے کسی نے باہر نہ نکالی ہوگی۔ اسے کفن بھی نصیب نہ ہوا وہ دنیا کی تمام قیدوں سے آزاد تھا خوب ہوا کہ آزاد مرا۔ مریم مکانی (والدہ شاہ نے) بہت سمجھایا۔ آپکا دل غم و غصہ میں آگ بگولا ہوگیا تھا۔ اور بار بار یہ شعر زبان پر تھے۔

اشعار حسرت شعار منکلام اکبر شاہ

بختے نہ کہ یادوست دراویزم من + دستے نہ کہ با قضا درآویزم من

صبرے نہ کہ از عشق پرہیزم من + پائے نہ کہ از میانہ بگریزم من

بادشاہ نے خاصہ منگایا اور یہ عزم کیا کہ خود اُن پہاڑوں میں جاکر قاتلوں کو قتل کریں اور اپنے ہاتھ سے بیربر مصاحب دانشور کا انتقام لیں مگر خیر خواہوں نے جانے نہ دیا۔ زین خان سپہ سالار اور حکیم وغیرہ اُمرا اسلام سے محروم کئے گئے لاش کی بڑی تلاش رہی مگر افسوس کہ وہ نہ پائی گئی۔

خوب ہوا

آخر گل اپنی خاک درمیکدہ ہوئے پہنچی وہیں خاک جہاں کا خمیر تھا

بیربر کے مرنے پر اکبر شاہ کی اسقدر بیقراری دیکھ کر لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایسے عالم

[1] جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ خدا نہیں چاہتا۔

یا ایسے عالم۔ تجربہ کار بہادر امراء اور ارکان دولت موجود تھے اور اکثر انہیں سے ان کے سامنے ہی مرتے تھے مگر یہ کیا سبب تھا کہ بیربر کے برابر کسی کے مرنے کا رنج نہیں ہوا۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ یہ امر کچھ غور طلب نہیں۔ اگرچہ بیربر کا منصب سہ ہزاری تھا لیکن عنایت اسقدر تھی کہ ہزاروں روپے کے جواہر مہینوں میں عطا ہو جاتے۔ مصاحب الشعر کا خطاب ہیں داخل نہ تھا کہ اسے کا لقب تھا۔ دین اکبر شاہی میں داخل تھے اور مرید باخلاص تھے۔ اور مراتب چہارگانہ کی منزلوں میں سب سے آگے دوڑے جاتے تھے۔ بیربر ایسے تھے کہ کچھ جانیں خواہ نہ جانیں۔ دخل در معقولات کرنے کو مستعد تھے۔ اس نے دین الٰہی نیز وہ تقلیدیں کی تھیں کہ وہ فلیفہ بن گئے تھے۔ اکبر اُسے ایسا محرم راز سمجھتا تھا کہ کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ انتہا یہ کہ آرام کے وقت حرم سرا کے اندر بھی بلا لیتے تھے اور حق پوچھو تو ان کے چٹکلوں اور لطیفہ گوئی کا وہی وقت تھا کہ خلوت خاص اور مقام بے تکلف ہوتا تھا۔ جو لوگ اور امراء افغانوں کی مہم پر بیربر کو مروا کر آئے اور چند روز سلام سے محروم رہے تھے انکی خطائیں معاف کر دیں۔ بیربر کے مرنے کے مراسلات اکثر اپنے دست مبارک سے لکھ کر کئی صوبوں کو بھیجے۔ دیکھو انشائے ابوالفضل دفتر اول۔ غرض ہر وقت اور ہر آن ہر ساعت بیربر کی یاد رہتی تھی۔ کسی امیر نے ۸ کے تخرجہ سے تاریخ وفات بھی لکھی۔

قطعۂ تاریخ سال انتقال مصاحب الشعرا راجہ بیربر

راجہ بیربر چو رفت از دنیا — سوئے عقبیٰ و جنت دنیا رفت

جوہر او زبسکہ عالی بود — در جوار ملک تعالیٰ رفت

عاقلے یافت سال تاریخش — گوہر بے بہا ز دنیا رفت

سنہ ۹۹۳ — ۸ — ۱۰۰۱

راجہ بیربر کا مرکر دوبارہ زندہ ہو جانا

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب بازیٔ چرخ ازیں یک دو سہ کاری بکند

لوگ جانتے تھے کہ بیربر آٹھ پہر بادشاہ کا دل بہلاوا ہے۔ اب اس کے مرنے سے ایسا بے تاب اور بیقرار دیکھا تو رنگا رنگ کی خبریں لانے لگے۔ کوئی جاتری آتا اور کہتا کہ میں جوالا مکھی سے آتا ہوں ہم نے خود دیکھا کہ بیربر جوگیوں کے ایک غول میں چلا جاتا تھا۔

کوئی کہتا تھا کہ سنیاسیوں کے ساتھ بیٹھا کتھا بانچ رہا تھا۔ بادشاہ کے دل کی بیقراری اس صفحۂ داستان پر حاشیہ لگا کر ہر بات کی تصدیق کرتی تھی اور خود کہتی تھی کہ وہ علائق دنیا سے الگ تھا۔ غیرت والا ہے تعجب کیا ہے شکست مہم کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا۔ درباری امراء ہوا خواہ کچھ اور نمک مرچ اسپر زیادہ کرتے تھے۔

لاہور میں روز نئی ہوائی اُڑتی تھی۔ آخر یہاں تک ہوا کہ بادشاہ نے ایک آدمی کانگڑہ بھیجا کہ بیربر کو ڈھونڈھ کر لاؤ۔ دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اس کی زندگی کا ڈھکوسلا اور بادشاہ کا اسپر یقین ایسا مشہور ہوا کہ جا بجا چرچا ہو گیا۔ یہاں تک خواہ مخواہ اڑی کہ کالنجر جو بیربر کی جاگیر تھی وہاں سے لوگوں کی عرضیاں آئیں کہ یہاں تھا۔ ایک برہمن اس کو پہلے سے خوب جانتا تھا اس نے تیل ملنے میں خط و خال پہچانے اور یہاں ضرور ہے مگر کہیں چھپا ہوا ہے حضور سے فوراً کروڑی کے نام احکام جاری ہوئے۔ اس احمق نے ایک مسافر کو بہ تقلید اکبر شاہ بیربر بنا رکھا تھا۔ اب جو فرمان پہنچا اور تحقیق کیا تو سمجھا کہ دربار میں سخت ندامت ہو گی۔ بلکہ عزت حرمت نوکری کا خطرہ ہے۔ اس نے حجام کو تو بھیجدیا اور بے گناہ مسافر کو شرم کے مارے مروا ڈالا۔ اور جواب میں عرض کردی کہ یہاں تھا تو سہی مگر قضا نے اسکو زمین بوس کیا۔

کی سعادت سے محروم رکھا۔
دربار میں دوبارہ ماتم پرسی ہوئی۔ پھر مرنے کی سوگواریاں ہوئیں کروڑی اور رنو کردہاں کے اس جرم میں طلب ہوئے کہ حضور کو کیوں نہ خبر کی آخر ہزاروں مصیبت کے بعد خلاصی ہوئی غرض مسخرے اور ظریف کے مرگ و سوگ بھی ایسے ہی ہوئے جیسا کہ وہ خود تھا۔

راجہ بیربر کے بال بچے

راجہ کی اولاد ذکور و اناث کا پورا پورا حال کسی کتاب و تاریخ سے نہ ملا۔ بہت کتابوں کو اوراق الٹ پلٹ کئے۔ بہت سی زبانی روائتیں کی تصدیق بھی کی اور دوسروں سے کرائیں۔ آخر اقبال نامہ جہانگیری میں انکی اولاد ذکور میں سے صرف دو بیٹوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔
ایک بیٹے کا نام ہر مرائے تھا دربار میں اور راجاؤں کی ملاقات وغیرہ میں خدمات پادشاہی بجالاتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام لالہ تھا وہ بھی حاضر دربار رہتا تھا اکبرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت فیاض تھا اور فضول خرچ بھی تھا ۱۰۰۸ھ میں استعفا دیا اور بادشاہ نے پوچھا کہ سبب کیا۔ عرض کیا کہ مہابلی اب بھگوان کی یاد کیا کروں گا اور باقی عمر کنارہ گنگاجی پر گذاردونگا بادشاہ نے عرضی منظور کی۔ اقبال نامہ جہانگیری میں دریافت ہوتا ہے کہ لالہ بادشاہ کی نوکری سے استعفاء دیکر الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کے پاس نوکر ہو گیا تھا۔
ہرم رائے بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ بادشاہ اس سے بہت اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ ۱۰۰۹ھ میں آگرہ سے دکن کو وطی لانے شاہزادہ دانیال کے بھیجا تھا۔ ہرم رائے بھی اپنے باپ بیربر کیطرح زندہ دل تھے شاہزادہ دانیال بھی ان سے بہت خوش تھا اور انکو بیربر ثانی کہا کرتے تھے۔ اور معزز عہدہ دیدیا تھا۔ دربار میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔

بیربر کے ایک مسلمان حریف ظریف مجلس کا فوٹو

علاوہ ازیں بیربر کے ان ہمعصروں سے جنکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں عالیجناب ابو المذاق سرتاج ظرفا ابوالحسن مُلّا دو پیازہ دامہ شہرتہ بھی سلک نورتن اکبر شاہی کی تسبیح کا محراب تھا اِس ظریف اور بیربر کے باہم عجیب طرح کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ ابو المذاق نہایت ذکی اور تیز فہم آدمی تھا وہ نہایت سوچ سمجھکر بات کرتا تھا۔ اسکی ہر بات متانت اور مذاق سے بھری ہوئی تھی علاوہ اسکے بڑا فاضل اور متبحر تھا۔ مُلّا بیربر کی بڑی خبر لیا کرتا تھا بعض وقت بادشاہ سے بھی نہ چوکتا تھا۔

پیشتر ازیں کہ ہم مُلّا اور بیربر کی باہمی مضحکات و مطائبات اپنے ناظرین کو سُنائیں۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مُلّا صاحب کی بہت مختصر لائف سے انکو واقف کریں مگر یاد رہے کہ ہم مُلّا صاحب کے صرف الف۔ با۔ ناظرین کو سُنائینگے بلکہ اس سے بڑھکر تا۔ ثا۔ جا۔ تک نہیں لکھینگے۔ اگر وہ اسکے پُورے نظارے کے مشتاق ہونگے تو انکے واسطے علیحدہ فوٹو جو ہمارا اپنا کھینچا ہوا موجود ہے دیکھ لیں گے۔

ابوالحسن مُلّا دو پیازہ صاحب کے حالات و مقالات پر ایک سرسری نظر

مُلّا صاحب موضع طائف ملک عرب کے شہر میں پیدا ہوتا تھا باپ کا نام ابو المحاسن تھا۔ دادا صاحب کا اسم شریف شیخ احمد فضل تھا۔ ابو المحاسن بہت دولتمند اور آسودہ حال اپنے زمانے کے آدمیوں سے تھا۔ اسکا ابوالحسن بیٹا تھا۔ اوایل عمر میں مکتب میں پڑھا۔ اور طفولیت میں ہی یہ لڑکا بڑا ظریف اور مسخرہ تھا۔ اور لڑکوں میں جا بجا اسکے تمسخر کا چرچا ہونے لگا۔ والدہ مر گئی باپ نے دوسری شادی کرلی سوتیلی ماں سے ابوالحسن تنگ آکر بعمر ۱۲ سال گئی شہر موصل کے مدرسہ

اور وہاں واسطے تحصیل علم داخل ہوا۔ جہاں اس نے چار سال تعلیم پائی پھر اپنے علم کی بدولت سفیر روم کا ملازم ہو کر ایران چلا گیا پھر گردش روزگار کے سبب سے ایران سے ہمایوں شاہ کو فوجی سپہ سالار کی شرف خدمت حاصل کر کے ہندوستان میں وارد ہوا۔ ۹۵۶ھ میں اپنے آقائے نامدار کے فوت ہونے کے بعد شہر کی کسی مسجد میں رہنے لگا۔ اور پھر ہوتے ہوتے کسی فوجی افسر کے ذریعہ سے اکبر شاہ کے دربار تک پہنچا۔ اور اپنے علم اور عقل خداداد کے سبب سے ہم نشین اور جلیس خاص ہو گیا تھا۔

لقب اسکا اس واسطے دوپیازہ مشہور ہوا کہ دوپیازہ جو ایک قسم کا کھانا ہے۔ اور بہت لذیذ ہوتا ہے اس کے دلپسند تھا اور دوپیازہ پیاز کو گھی میں بھون کر پکاتے ہیں۔ اسلئے ملا دوپیازہ سے مشہور ہوا۔ اور کسی کو اسکا اصلی نام جو ابوالحسن تھا معلوم نہ تھا۔ چونکہ دربار اکبر شاہ میں دو شخص بہت ظریف اور مسخرے مشہور تھے۔ ہندوؤں میں بیربر۔ اور مسلمانوں میں ملا صاحب۔ ان دونوں میں اکثر مذاق رہتے تھے۔ ناظرین کے واسطے ہم ان کے چند لطائف اور مطائبات درج کرتے ہیں:-

ملا دوپیازہ صاحب کی اپنے حریف مجلسی بیربر سے چھیڑ چھاڑ

مقولہ

الھزل فی الکلام کالملح فی الطعام

(روایت)

ایکدن بادشاہ نے بیربر سے پوچھا وہ کونسا کام ہے کہ نیکی کرے بدی حاصل ہو۔ بیربر نے کہا قبلہ عالم ملا دوپیازہ صاحب اس کو خوب جانتے ہیں۔ بادشاہ نے فوراً ملا صاحب کی تلاش کے واسطے چوبدار بھیجا۔ جب ملا صاحب آئے تو بادشاہ نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا عالیجاہ بھوک کے سبب سے مجھ سے بولا

نہیں جاتا۔ بادشاہ نے توشال کو حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔ اسی وقت ملا صاحب کے واسطے کھانا آیا۔ جب ملا کھا کر سیر ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنا سوال دوبارہ پوچھا۔ ملا نے جواب دیا کہ حضور کو عرض تو کر دیا ہے بادشاہ نے کہا ہم مطلب نہیں سمجھے۔ ملا نے کہا کہ خداوند بندہ کو کھانا کھلایا اور بھوک سے بچایا اس سے زیادہ کیا نیکی ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ حضور کے سامنے کھایا تو بندہ مارے شرم کے کھایا نہیں گیا۔ اور جتنا کھایا وہ کھانا نہیں بلکہ خون جگر پیا۔ پس حضور عالی سمجھ لیں کہ حضور کے نزدیک نیکی اور میرے نزدیک بدی۔ بادشاہ سنکر بہت خوش ہوئے

لطیفہ

ابو الحسن بوضع اہل عرب عمدہ دستار باندھ کر دربار میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن بادشاہ کے سامنے اپنی دستار کی تعریف کر رہے تھے کہ بیربر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی خداوند ملا صاحب خلاف کہتے ہیں۔ میں کل اس سے عمدہ پگڑی باندھکر آؤنگا دوسرے روز بیربر بہت عمدہ دستار باندھ کر دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا ملا تیری پگڑی سے بیربر کی پگڑی بہت عمدہ ہے۔ ملا نے جواب دیا کہ اس نے اپنی جورو سے بندھوائی ہے۔ بادشاہ بولا کہ اس امر کی کیا تصدیق۔ ملا نے جھٹ اپنی پگڑی اتار دی اور کہا کہ بیربر بھی اتارے۔ پھر ہم دونوں پگڑی باندھتے ہیں۔ بیربر سے ویسی پگڑی نہ باندھی گئی مگر ابو المذاق نے ویسی باندھ لی۔ بادشاہ ملا کے اس قیافہ پر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ بیربر معلوم ہوا جو کام تم سے نہیں ہوتا وہ تم اپنی بیوی سے کراتے ہو۔ ملا صاحب نے جواب دیا ہاں بیربر بیچارے بہت نادم ہوئے۔ آفرین ہے ملا آپ کی قیافہ شناسی پر۔ بیربر کی خوب قلعی کھولی +

لطیفہ

ایک دن ملا صاحب کسی فکر میں نیچے زمین کیطرف دیکھتے ہوئے چلے آتے تھے

بیربر بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے بادشاہ کے سامنے ملا سے مذاق کرنی چاہی اور پوچھا قبلہ زمین میں کیا گم ہوگیا کہ دیکھتے ہو۔ کہا لالہ صاحب میرا باپ مدت سے گم ہوگیا ہے اُسے دیکھتا پھرتا ہوں۔ بیربر نے کہا کہ اگر میں بتا دوں تو کیا دوگے ملا نے کہا جناب سا ما آپکا +

حکایت

ایک دن دربار اکبری میں ایک عورت آکر دادخواہ ہوئی۔ کہ فلاں شخص اس کے ساتھ مرتکب فعل بد کا ہے۔ بادشاہ بیربر کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ سچ ہے بیربر کچھ سوچ میں چلے گئے۔ ملا صاحب پاس حاضر تھے کہا بیربر کیا جنے۔ آپ اُسے پوچھتے ہیں۔ یہہ تو میرا کام ہے۔ میرا باپ اد قاضی شہر تھے۔ اور اکثر ایسے مقدمات فیصل کرتے تھے۔ پھر بادشاہ بولے دیکھیں کیسے۔ ملا نے کہا کہ حضور اس شخص کو بھی طلب کیا جاوے جب وہ شخص حاضر ہوا تو ملا نے کہا کہ اس شخص سے چالیس دینار اس عورت کو بدیت جرمانہ دلوائے جائیں جس وقت وہ عورت روپیہ لیکر باہر گئی۔ تو ملا نے اس مرد کو کہا کہ جا کر روپیہ تمام اس عورت سے چھین لو۔ مرد اس سے روپیہ چھیننے لگا مگر عورت نے روپیہ ہاتھ سے نہ دیا اور بادشاہ کے پاس فریاد کرتی ہوئی آئی۔ اور کہا کہ یہہ شخص میرا روپیہ چھیننا چاہتا ہے۔ ملا نے کہا جبکہ وہ تم سے روپیہ چھین نہیں سکتا تو پھر زبردستی وہ تمہاری چادر عصمت کس طرح پھاڑ سکتا تھا۔ اے کمبخت معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا سراسر فریب ہے۔ بادشاہ اس فیصلہ سے محظوظ ہوئے ملا نے بیربر کو خوب نادم کیا۔

روائیت

کہتے ہیں کہ ایکدفعہ بیربر کو آگرہ سے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ راستہ میں بلبان سے ناراضی ہوگئی واپس آنے پر ایکدن بادشاہ اور ملا اور بیربر باغ

میں ٹہل رہے تھے کہ بیربر نے اپنے سفر کا حال بیان کیا اور کہا کہ جس نام کے اخیر لفظ بان ہوتا ہے وہ شخص نہایت بے لحاظ ہوتا ہے جیسے فیلبان شتربان ساربان وغیرہ ملا اسکو فوراً سمجھ گئے اور کہا کہ سچ کہتے ہو مہربان۔ بادشاہ نے سنکر قہقہہ مارا اور بیربر بہت نادم ہوا۔

بیربر اور علامہ ابو الفیض فیضی کی مطائبات

(حکایت)

حسن اتفاق سے ایک وزا اکبر شاہ جاتے تھے کہ ایک پرانہ دہرم سالہ نظر پڑا حکم دیا کہ یہاں پر مسجد کی تعمیر کیجائے۔ چنانچہ فی الفور مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی راجہ بیربر کو یہہ عمدہ موقعہ ہاتھ آیا کیونکہ ابو الفیض فیضی کے اکثر ان سے مطائبات ہوا کرتے تھے۔ جب فیضی دربار میں حاضر ہوئے اور مجلس عام سے خاص ہوئی تو بیربر نے احوال پرسی کے بعد یہہ شعر پڑھا۔

(شعر بیربر)

ببیں کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ ۔ کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

علامہ نے تبسم کیا اور کہا اچھا اب پھر چھیڑ چھاڑ شروع کردی ہے اسی وقت اور فی البدیہہ فیضی نے بیربر کا جواب اس طرح دیا۔

(جواب فیضی)

بہ ہمتابت و بتخانہ ترا دیدم ۔ کہ تاخراب نشد در ولیسو کعبہ نکرد

لطیفہ

علامہ ابو الفیض اور بیربر کی آپسمیں بہت بنی ہوئی تہی اکثر باہم ملاقاتیں ہوتی تہیں کیونکہ علامہ موصوف کا اہل ہنود کے علم سنسکرت کیطرف بہت میلان تہا۔ اور اس کی ماہیت دریافت کرنے کے واسطے اکثر بیربر سے

برہمنوں کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک روز بیربر اور فیضی تخلیہ میں کچھ مذہبی باتیں کرتے تھے۔ اور بیربر بہت انصاف پسند تھا۔ اکثر اسلامی فروعات کو جو فیضی بیان کرتا تھا پسند کرتے رہتے تھے فیضی بھی اس حق شناسی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ راجہ جی آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس نے مسکرا کر کہا کہ تمہارے ہمارے خداوندکریم فرقان حمید میں نہیں دیکھا کہ کیا فرماتے ہیں

"ختم اللہ علی قلوبھم"

خدا کی مہر ہے بندہ کیونکہ اٹھائے گستاخی معاف۔

نقل

شیخ ابوالفیض فیاضی نے جب حسب الحکم اپنے آقا کے قرآن حمید کی بے نقط تفسیر لکھی کہ جسکا نام سواطع الالہام ہے اور جس سے اسکا سکہ سخنوری ملک دانک عالم علم میں ابتک جاری ہے تو بہت فکر کی کہ بجائے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے عنوان کتاب پر کیا لکھیں۔ کیونکہ بسم اللہ میں تو لفظ ہیں اور بے نقط کتاب کی بسم اللہ بھی بے نقط چاہئے۔ اسی فکر میں متفکر دربار میں آئے۔ بیربر نے اداب بجا لاکر عرض کی کہ قبلہ آج تو آپ بڑے متفکر نظر آتے ہیں۔ کہا ہاں کچھ ایسے جنجال میں ادھیڑ پن میں لگا ہوں۔ بیربر نے اصرار کیا اور کہا ہمیں بھی تو ارشاد کیجئے۔ آخر فیضی نے کہا بیربر تفسیر بے نقط کی بسم اللہ لکھنے کا فکر ہے۔ بیربر کو تو خوب سوجھتی تھی اور بلکہ ایسے وقت سوجھتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قبلہ اگر میں بے نقط بسم اللہ آپ کی تصنیف کے واسطے بتلادوں تو کیا دوگے۔ فیضی بولے کہ واہ کیا خوب۔ بیربر نے کہا حضرت کلمہ لکھئے "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" آفرین بیربر تیری ذکاوت پر۔ قرآن بے نقط تفسیر پر خوب کندن گیا۔

مؤلف { در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین چراست
از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

مصاحب دانشور راجہ بیربر اور اکبر شاہ کی مجلسیں

ایک دن اکبر شاہ نے بیربر سے کہا کہ تو ہمارا کلمہ کیوں کر نہیں پڑھتا۔ کہا حضرت کا کلمہ پڑھنے میں کیا نقصان ہے مگر وہ کلمہ نہیں پڑھوں گا کہ جسکا زبان پر لانا ہمارے مذہب کا زیان ہے۔

نقل

ایکدن بادشاہ کی مجلس میں یہہ ذکر ہوا تھا کہ پت پانچ ہیں۔ اندر پت۔ سون پت پانی پت۔ باگہہ پت۔ بل پت۔ بیربر نے کہا کہ حضور دو پت اور بھی ہیں جو آپ بھول گئے فرمایا وہ کون ہیں۔ عرض کیا ایک لاکہہ پت دوسرے رکہا پت۔

لطیفہ

ایک دن اکبر شاہ بادشاہ نے بیربر سے کہا کہ ہم تیرے بیٹے سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ بیربر نے گھر جاکر اپنے بیٹے کو بھیجا اور کہدیا کہ بادشاہ چاہے جتنا کچھ کہے مگر تم چپ رہنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن بیربر دربار میں گئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ اگر کسی احمق سے پلا پڑے تو کیا کرے۔ بیربر نے زمین بوس ہوکر عرض کیا کہ چپ رہے۔

لطیفہ

ایکدفعہ بیربر بیٹھے مالا پھیر رہے تھے۔ بادشاہ نے دیکھ کر پوچھا کہ بیربر۔ ہندو کیوں ایکسو آٹھ دانے کی تسبیح رکھتے ہیں۔ بیربر نے کہا کہ حق کے عدد ایکسو آٹھ ہوتے ہیں۔

ہماری مالا کے دانے لفظ حق سے مساوی ہیں۔

بیربر کی حاضر جوابی

ایک خواجہ سرا نے جو اکبر شاہ کے منہ لگا ہوا تھا ایک دن تخلیہ میں بیربر کی بہت برائی کی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہہ سب سہی مگر بیربر جواب فی البدیہ کہتا ہے۔ خواجہ سرا نے ا قبلہ وہ خاک جواب دیسکتا ہے۔ آپ مہربانی کرکے میرے ان تینوں سوالوں کا جواب پوچھیں تو ایک کا بھی نہیں آئیگا:۔

(۱) زمین کا وسط کہاں ہے؟۔

(۲) آسمان کے تارے کتنے ہیں؟۔

(۳) جہان میں مرد کتنے اور عورتیں کتنی ہیں؟۔

بادشاہ نے اوسی وقت بیربر کو محل میں بلا کر فرمایا کہ خواجہ سرا کے سوالوں کا جواب دو۔ بیربر نے زمین میں کھونٹی گاڑ دی اور کہا زمین کا وسط یہہ ہے۔ اگر خواجہ سرا نہ مانے تو ناپ لے۔

پھر ایک بڑا مینڈھا منگوا کر کھڑا کیا اور کہا کہ جتنے اس کے بدن پر بال ہیں اتنے ہی آسمان پر تارے ہیں۔ اگر خواجہ سرا کو شک ہو تو گن لے۔

تیسرے خواجہ سرا سے لوگ نہ مرد ہیں نہ عورتیں ان سے حساب بگڑ جاتا ہے اگر حضور انکو مروا ڈالیں تو مرد و عورت کی ٹھیک تعداد معلوم ہوجائے۔

اکبر شاہ کے بیربر سے استفسار

ایک روز اکبر شاہ نے بیربر سے پوچھا کہ دنیا میں کس چیز کو کس چیز سے بہت تعلق ہے۔ یا کس کو کس سے مزہ آتا ہے: بیربر نے مجرا بجا لا کر حسب ذیل عرض کیا:۔

سپاہی کو تلوار سے۔ روزہ دار کو افطار سے۔ جھونیوں کو اذکار سے۔ عاشق معشوق کے اصرار سے۔ حکما کو بیمار کے علاج سے۔ بیمار صفرا کو لیموں اور انار سے شرابی کو خمار سے۔ رنڈی کو دولتمند یار سے۔ میراثی کو طار سے۔ نمو امیروں کو

طبلے اور ستار سے۔ شاعروں کو عشقیہ اشعار سے۔ سچے دوست کو دیدار سے۔ شوقینوں کو پھولوں کے ہار سے۔ مفلسوں کو اُدھار سے۔ اہل حرفہ کو کاروبار سے۔ سوداگر کو بیوپار سے۔ بلبل کو گلزار سے۔ بیکار کو شکار سے۔ ظالم کو مظلوم کے آزار سے۔ پاجی کو جوتی پیزار سے ✤

لطیفہ

پھر ایک دن بادشاہ نے بیربر سے پوچھا کہ دودھ کسکا اچھا۔ پتا کسکا اچھا پھول کسکا اچھا۔ پھل کون اچھا۔ راجہ کون اچھا۔ اور مٹھاس کسکا اچھا تو بیربر نے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی کہ جہان پناہ دودھ ماں کا اچھا جس کے سبب سے پرورش ہوتی ہے۔ پتا پان کا اچھا جس کے دینے سے چاکر بیربر نے تک دیتا ہے۔ پھول کپاس کا اچھا ہے جس سے تمام خلق خدا کی پردہ پوشی ہوتی ہے پھل بیٹا اچھا ہے جو بزرگوں کا نام قایم رکھتا ہے راجہ اندرا چھا ہے جو مینہ برسا کر تمام دُنیا کو پالتا ہے۔ مٹھاس زبان کا اچھا ہے کہ مفت میں لوگوں سے ملنساری پیدا کردیتی ہے ✤

لطیفہ

ایک دن اکبر شاہ اور بیربر محل کی چھت پر بیٹھے تھے۔ سامنے ایک تباکو کا کھیت تھا اور وہاں ایک گدھا بھی کھڑا تھا چونکہ بیربر تمباکو پیتے اور کھاتے تھے اسلئے بادشاہ نے چوٹ کی کہ بیربر دیکھو تمباکو کیا نجس چیز ہے کہ جس کو گدھا بھی نہیں کھاتا ہے بیربر نے ہنسکر کہا کہ حضور ایسے ایسوں نے ہی تو اس کو چھوڑ دیا ہے ✤

لطیفہ

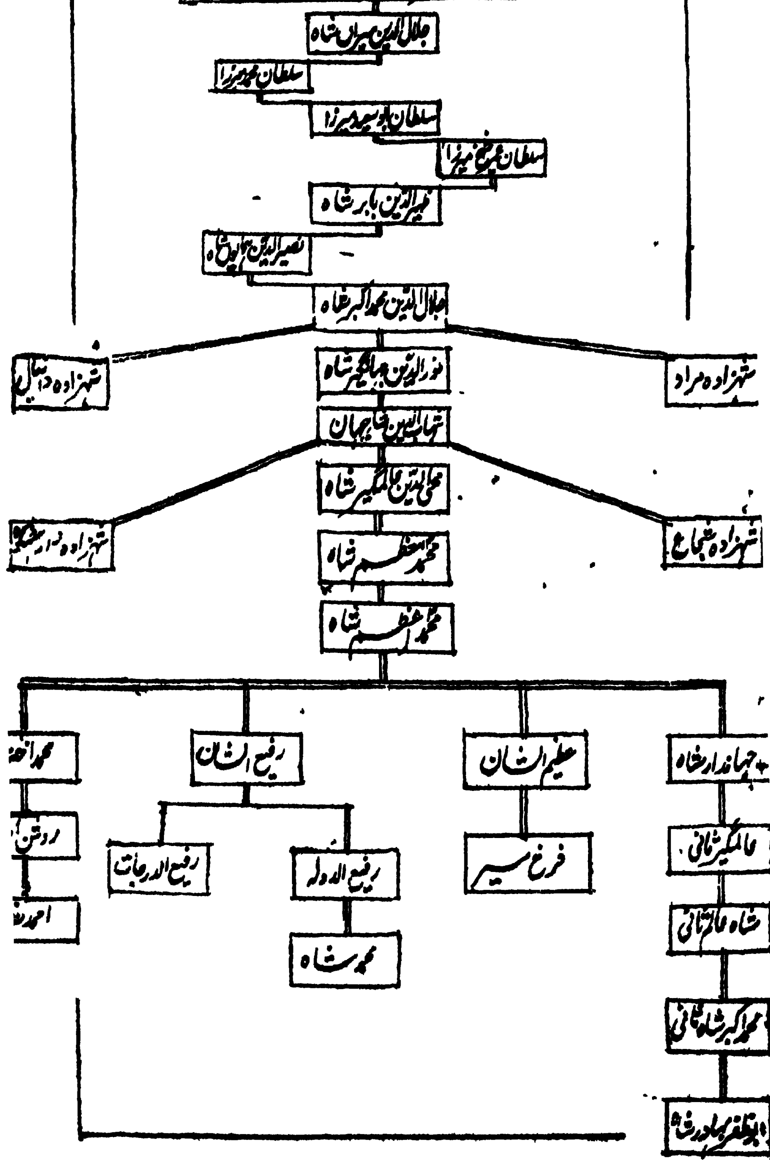
اکبر شاہ کی طبیعت رنگ برنگ کا نمونہ تھی آخر عمر میں آپنے لباس ہنود اختیار کیا تھا۔ اور موتیوں کی مالا گلے میں پہنتے تھے کہ حسن اتفاق سے بادشاہ اور بیربر ایک

روز دریا کی سیر کرتے کنارے چلے جاتے تھے۔ بیربر کی روانی طبیعت دیکھو کی جو لہر آئی تو موتیوں کی مالا گلے سے اُتار کر پانی میں ڈالدی اور بیربر سے کہا کہ بیربر مالا دو۔ بیربر نے فوراً جواب دیا کہ جہاں پناہ پہنے دو ✤

لطیفہ

ایکدن اکبر نے بیربر سے کہا۔ ہندی زبان بہت گندی ہے دیکھو پاؤں جو بدن میں ایک عمدہ عضو ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہندو مسلمان تیرتھ اور حج کرکے ثواب دینی اور دنیوی حاصل کرتے ہیں اسکو آپ لوگ پاد کہتے ہیں بیربر نے کہا حضور بے ادبی معاف مگر زبان فارسی میں تو اس سے بھی بڑھکر ہے کہ اس میں ہاتھ کو جو اشرف الاعضا دست ہے یعنی پاخانہ بولتے ہیں ✤

شجرۂ نسب خاندان مغلیہ



ضمیمہ نمبر اول

اللہ اکبر

ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ الہٰی ہندوستان کی پیدائش و پرورش

سر شاہان عالم شاہ اکبر۔ تعالےٰ شانہ اللہ اکبر

ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ امیر تیمور گورگان (صاحب[1] قران) کے پڑپوتے ظہیر الدین بابر بادشاہ کے پوتے اور نصیر الدین ہمایوں کے بیٹے تھے مقام امر کوٹ میں ۵ رجب شب یکشنبہ سنہ ۹۴۹ھ مطابق ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ ملا عصام الدین نے تاریخ ولادت اس مصرعہ سے نکالی جو بہت ہی موزوں تھی۔

مصرعۂ تاریخ ولادت اکبر شاہ

"شب یک شنبہ و پنج رجب است"

۹۴۹ھ

اکبر جب ۱۳ سال اور ۵ ماہ کا ہوا۔ اس کے باپ نصیر الدین ہمایوں شاہ

---

[1] صاحب قران وہ مولود مسعود ہے جس کا جنم قران زحل و مشتری میں ہو جو بہت سالہا سال کے بعد اور شاذ و نادر واقعہ ہوتا ہے اور اس کو قران عظمیٰ کہتے ہیں۔ ایسے مولود (اگر وہ بادشاہ ہو جائے) تو بادشاہی بہت مدت تک رہتی ہیں۔ ۱۲

نے محل کے کوٹھے سے گرکر قضا کی۔ تاریخ انتقال خواجہ حسین ثنائی ایرانی نے اس مصرعہ سے نکالی اور بہت ہی مناسب نکلی۔

مصرعۂ تاریخ سالِ انتقال ہمایوں شاہ

ہمایون بادشاہ از بام افتاد

سنہ ۹۶۲ھ

بیرم خان ترکمان نے جو اکبر کے اتالیق اور نصیر الدین کے وزیر تھے۔ اکبر شاہ خورد سال کو ۱۵۵۶ء مطابق ۹۶۳ھ میں مقام کلانور میں شاہی تاج پہنایا۔ ملا عصام الدین بدخشی نے جو اکبر شاہ کے استاد تھے تاریخ نشینی اکبر شاہ میں یہہ مصرعہ کہا۔

مصرعۂ تاریخ سالِ جلوس اکبر شاہ

جلوس خداوند عالم پناہ

سنہ ۹۶۳ھ

ابو الفتح جلال الدین اکبر شاہ کی فتوحات

آنچہ او دید از جلال و مرتبت فاتح فانی ندید
آنچہ او کرد از نوال و دولت سعد دارا نکرد

جب بیرم خان اتالیق معزول ہوکر کعبہ کیطرف حج کے واسطے چلا گیا تو اکبر شاہ کو بہت سی محاربات پیش آئے مگر اس نے بڑی عالی حوصلگی سے وہ محاربات سرانجام دئیے۔ اور جو فتوحات اکبر شاہ کو حاصل ہوتی رہی وہ خاندان تیموریہ کے کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی۔ یہ سب تائید ایزدی تھی۔ چنانچہ اس نے اجمیر اور گوالیار کے قلعے سنہ ۱۵۶۲ء میں فتح کی۔ سنہ ۱۵۶۵ء میں جونپور ہاتھ آیا۔ سنہ ۱۵۷۳ء میں دکھن اور گجرات کا صوبہ

فتح ہوا۔

۱۵۷۶ء میں بنگال۔ بہار۔ اُڑیسہ جو پٹھانوں کے قبضے میں تہا فتح کیا۔

۱۵۸۶ء میں خطۂ کشمیر کا ہندوستان سے الحاق کر لیا۔

۱۵۹۵ء میں آریہ ورت پر کامل قبضہ کرکے نئی نظم ونسق سے اس کا نام پنجاب رکہا۔

۱۵۹۱ء میں راجگان جے پور اور جودھ پور اور چیتوڑ کو بعد بہت سخت لڑائیوں کے فتح کیا۔

۱۵۹۲ء میں سندھ پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا۔

۱۵۹۵ء میں قندھار کا ملک جو ایرانی حاکموں کے ماتحت تہا اپنے تصرف میں لایا۔

۱۵۹۶ء میں احمد نگر۔ خاندیس و دربار فتح کیا۔

۱۵۹۷ء میں کابل۔ بدخشاں۔ ہرات۔ بلخ کی حدود بہی ہندوستان کے ساتھ شامل کرلی۔

غرض ایسی ایسی فتوحات سے ہندوستان میں یہ ملک بند گئی تہی کہ اکبر نے تسخیر آفتاب کا عمل کیا ہے اور وہ نیر اعظم اس کا مطیع ہے۔

دربار اکبر شاہی کے اُمراء

مُلک میں جس قدر کسی علم اور کسی فن کے صاحب کمال تہے ہر سمت سے اکبر کی قدردانی کے زنجیروں جکڑے چلے آتے تہے۔ اکبر نے بلا لحاظ مذہب ایسے لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا۔ اور ان سے ایک کونسل قایم کر کے اس کا نام "نورتن اکبری" رکہا۔

سلک نورتن اکبر شاہی میں یہ اشخاص تہے جو ہر ایک اپنے اپنے فن میں کامل اور صاحب کمال تہے۔ (۱) ملک الشعرا علامہ محمد ابو الفیض فیضی۔ (۲)

موتمن الدولہ شیخ ابو الفضل برادر فیضی۔ (۳) حکیم ہمام گیلانی۔ (۴) حکیم مسیح الدین ابو الفتح گیلانی۔ (۵) میرزا عبدالرحیم پسر بیرم خان الملقب بہ خان خاناں۔ (۶) میرزا عبدالعزیز کوکلتاش ملقب بہ خان اعظم۔ (۷) راجہ ٹوڈرمل صدر دیوان۔ (۸) راجہ مان سنگھ خسر پورہ اکبر۔ (۹) راجہ بیربر۔

اکبر شاہ کا انتظام سلطنت

جب اکبر نے اپنی سلطنت پر کامل تسلط کر لیا۔ تو بنیاد سلطنت اس بات میں رکھی کہ کسی کی خوشحالی میں فرق نہ آئے۔ اپنے بیگانے سب آسودہ حال رہے۔ بڑے بڑے راجپوت راجاؤں کو دربار میں عمدہ عمدہ عہدے دئے اور ہر ایک کو دربار میں حاضر ہونے کا اعزاز بخشا۔ محاصل کے انتظام اجناس کی پیداواری۔ آمدنی کی تدبیر۔ زمینوں کی پیمائش اور حساب کتاب کی آئین بندی ایسی ایسی باندھیں کہ اسوقت تک کسی بادشاہ کو سوجھی تھی ہر ہندو لڑکا۔ جو بچپن میں کسیطرح سے مسلمان ہو گیا ہو بعد بلوغت اس کو اجازت تھی کہ وہ اپنا جو مذہب چاہے اختیار کرلے۔

اس کے علاوہ سینکڑوں احکام ملکی۔ مالی۔ داغ محلی۔ فرد فرد رعایا واقعہ نویسی۔ چوکی نویسی وغیرہ وغیرہ بہت تھے۔ اگر مفصل حالات کا سین دیکھنا چاہو تو آئین اکبری یا مولف اوراق کی تصنیف حیات اکبر شاہ منگوا کر دیکھ لو۔

اکبر شاہ کے خوارق و عادات حسنات

نہ کردہ بہر رضائے خدائے عز و جل۔ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل
اکبر کا عنفوان شباب گذر رہا تھا قومی ہیکل اور وجیہہ شخص تھا صلح جو۔ رحم دل

پرلے درجے کا تھا جس نے عفو چاہی اور تقصیر اپنی کا معترف ہوا فوراً اس کی خطا معاف کی ہندو مسلمان سب رعیت کو ایک نظر سے دیکھتا تھا ہمیشہ اس کی آرام و آسائش کی تدابیر سوچتا تھا۔ لذائذ نفسانی کیطرف سے طبیعت کو روکتا تھا خلق خدا کے آرام کے لئے بہت سی عمارات تیار کرائی تھیں۔ اپنا انتظام ایسا رکھا تھا کہ ہندو مسلمان سب خوش تھے ریاضت جسمانی شکار کا اور چیتے گھوڑے۔ باز چرے۔ شاہین کے رکھنے کا بہت شوق تھا طبیعت میں کسی قسم کی نخوت نہ تھی اپنے دوستوں کو بہت عزیز رکھتا تھا تیس چالیس میل تک پیادہ پا سفر کرتا تھا۔ کبھر شجاعت اور دلاوری کے معرکے ہی ایسے ہیں کہ انہیں فقط زور اقبال کہنا چاہئے نہائیت شجاع اور بہادر تھا۔ خود بڑی بڑی مہموں میں لڑنے جاتا۔ ہاتھی پر خود سوار ہو کر اس کو لڑاتا۔

عمارات تعمیر شدہ عہد اکبر شاہی

نہ مرد آنکہ ماند پس از وی بجا - پل و مسجد و چاہ و مہمان سرا

اکبر شاہ نے بہت سی عمارتیں اپنی یادگار میں تعمیر کرائیں جو اب تک صفحہ ہستی پر اس کی عظمت سلطنت کی گواہ ہیں۔

ذیل کی فہرست بطرز اختصار ہم لکھتے ہیں:۔

فہرست

(۱) شہر آگرہ و قلعہ سنہ ۹۷۱ھ میں۔ (۲) خانقاہ شیخ سلیم چشتی صاحب سنہ ۹۷۶ھ میں
(۳) فتح پور سیکری سنہ ۹۷۹ھ میں (۴) بنگالی محل سنہ ۹۷۹ھ میں۔
(۵) ہمایوں کا مقبرہ سنہ ۹۷۳ھ میں (۶) عمارات درگاہ خواجہ بزرگ اجمیری سنہ ۹۷۸ھ میں
(۷) کوروتلاد سنہ ۹۷۶ھ میں۔ (۸) شارع عام پر اونٹنا ئل چاہ و مینارہ سنہ ۹۸۰ھ میں
(۹) عبادت خانہ چار ایوان سنہ ۹۸۱ھ میں۔ (۱۰) شہر الہ آباد مسمٰی آجکل الہ آباد سنہ ۹۸۱ھ میں

(۱۱) مار اکبر و منوہر پور اسی سنہ یعنی (۹۸۰ھ) میں (۱۲) انوپ تلاؤ ۹۸۶ھ میں۔
(۱۳) قلعہ دریا شے اٹک ۹۹۱ھ میں۔ (۱۴) قلعہ اکبر آباد کا دروازہ فیل ۹۷۳ھ میں
(۱۵) قلعہ ناگر نگر کی تعمیر بنیاد ڈالی۔

قطعہ تاریخ سال تعمیر عمارت بنگالی محل و مقبرہ حضرت سلیم چشتی

بنگالی محل اور فتحپور سیکری کی عمارات جو ایک ہی سال میں تعمیر ہوئی تھیں میر قاسم ارسلان مورخ دربار اکبر شاہی نے اس طرح لکھی ہے۔

(تاریخ)

تمام شد دو عمارت لیسان خلد بریں - بدور دولت صاحبقران ہفت اقلیم
یکے بہ بلدۂ دار الخلافۂ آگرہ - دگر بخطۂ سیکری بمقام شیخ سلیم
بپہر از پئے تاریخ این دو عالی قصر - رقم زدہ دو بہشت بریں بکلک قدیم

سنہ ۹۷۹ھ

تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

دروازہ فیل کی سال تعمیر کی تاریخ ملا فیری ترکستانی نے اس شعر میں نکالی تھی

الشعر

کلک فیری پے تاریخ نوشت - سبحان مثل آمدہ دروازہ فیل

سنہ ۹۷۳ھ

ایضاً تاریخ سال تعمیر عمارت دروازہ فیل

شیخ ابو الفیض علامہ فیضی نے صرف مصرعہ ذیل تاریخ کے واسطے لکھا۔

مصرعہ

بناشے دربہشت

سنہ ۹۷۳ھ

اکبر شاہ کی شاعری معہ کلام منتخبہ

در عالم فصاحت حقا کہ مثل تو۔ سر بر نزد کسے ز گریبان نظم و نثر

اکبر شاہ ہر علم کی قدر کرتا تھا۔ اسلئے اس کی مجلس میں ہر وقت شاعر اور فاضل اور عُلماء حاضر رہتے تھے۔ اور طرح طرح کے امورات طے ہوتے تھے صحبت کے اثر سے خود بھی شعر کہتا تھا۔ چنانچہ یہہ شعر ان کی جودت و ذکاوت طبع کا نمونہ ہیں۔

رُباعی

مے ناز کہ دل خون شدہ از دوری او۔ من یار غم ز دست ہجوری او

در آئینہ چرخ نہ قوس قزح است۔ عکس است نمایاں شدہ از جوری او

رُباعی

دو شنبہ بکوئے مے فروشاں۔ پیمانہ مے بہ زر خریدم

اکنوں ز خمار سر گرانم۔ زر دادم و درد سر خریدم

شعر

من بنگ نمی خورم مے آرید۔ من چنگ نمی زنم نے آرد

انصرام ملک و انتظام سلطنت اکبر شاہ

بروز گار روی آں انتظام یافت جہاں کہ از حمایت تو بے نیاز شد کافور

وراں چہ باد کہ افگند ظل سایہ او۔ بقدر ذرہ بود آفتاب وقت ظہور

اکبر شاہ نے امور سلطنت میں بڑی اصلاحیں کیں چنانچہ زر مالگذاری کا خرچ گھٹوایا

سرکاری اہلکار جو ناجائز طور پر رعیت سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ اسکا انسداد کیا۔ دوسرے لنگر خانے جابجا جاری تھے انواع و اقسام کے کہاتے پکتے اور ہندو مسلمان فقرا کو ملتے۔

ہندو مہمان خانہ کا نام "دہرم پورہ تہا"۔
مسلمان مہمان خانہ کا نام "خیر پورہ تہا"۔
جزیہ یعنی ہندو رعایا پر بالکل معاف کردیا۔

جشن سالگرہ کے دن ذبح جانور بالکل موقوف تہا۔ مینا بازار لگتا تہا تمام اُمراء دوکاندار ہی جو جو عجائبات بہم پہنچاتے وہ لاکر سجاتے۔ اہل صنعت کے جوہر کھولتے۔ جرثقیل اور طبعیات کے عمل ہوتے۔ دوسرے روز زنانہ بازار اسی شان و شوکت سے ہوتا بیگمات آتی تہیں۔

کتب خانے مقرر کئے جن میں ہر وقت عربی۔ فارسی۔ سنسکرت کی کتابیں جمع رہتیں۔ لونڈی غلام کا خریدنا اور بیچنا موقوف ہوا۔ بیوہ عورت کو زبردستی بٹھا رکھنا موقوف کیا۔ شہروں کی فصیلیں اور دروازے بنائے۔ سرحدی مہم کرنے اور جنگی سامان کے جمع کرنے کے واسطے کئی مقام میں قلعہ جات بنوائے۔ آگرہ میں خاص (دارالضرب) ٹکسال بناکر اپنا سکہ لگایا۔ اور ابو الفیضی نے سکہ کا شعر تصنیف کرکے پیش کیا انعام پایا۔

سکہ شعر

مہر مہر شاہ اکبر بروی این رہست تا زمین و آسمان را مہر النور زیو رست

اکبر شاہ کی اہل ہنود سے بنایت اتحاق

در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین چرا ایست از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است

اکبر نے جس وقت اپنی اخلاقی گفتگو اور زرریز ہاتھوں سے بڑے بڑے ہجگان

ہندوستان کا دل ٹٹولا تو انکو بہت کچھ اپنی طرف مائل پایا۔ اگرچہ وہ خود ترک اور ماوراالنہری تہا مگر اس نے ہندوستان میں آکر جس طرح ہندوؤں اور ہندوستانیوں سے اپنائیت پیدا کی۔ وہ ایک سعت کیمیائی ہے۔ اور باوجود ایک بہت بڑی مخالفت مذہبی کے اپنی بیٹیاں عقد نکاح میں دینا بے تکلف منظور کیں۔ چنانچہ مہاراجہ جے پور کی بیٹی جودھ بائی سے اکبر نے اپنا نکاح کیا۔ بعد اس کے دوسرے سال مہاراجہ جودھ پور نے بھی اپنی لڑکی دی تہی۔ راجہ بھگوانداس کی بیٹی شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) سے بیاہی گئی تہی غرض اکبر نے اس طریقہ سے تمام سرکشوں اور مخالفوں پر ثابت کر دیا کہ تاتاری مغل اور ہندوستانی راجپوت کسیطرح سے اب دوگروہ سمجھے جانے کے قابل نہیں اس اپنائیت کا نتیجہ یہ ہوا۔

اکبر شاہ کا نیا دین توحید الٰہی کا وضع کرنا

کرے کعبے میں کیا جو سر بتخانہ سے آگاہ ہے۔ یہاں تو کوئی صورت سیو الله نہیں الله ہے

اکبر نے یکایک مذہب ہنود اختیار کر لیا۔ اور وضع شکل بالکل ہنود کی سی بنا دی تہی بعض رسومات بھی اختیار کیں۔ جب نظر التفات پنڈتوں کی جانب زیادہ ہوئی تو انہوں نے بھی اسکو پرمیشر کا اوتار قرار دیا۔ شل اور دیوتاؤں کے اس کے بھی ہزار یعنی سہسر نام قایم کر دیئے اور بلحاظ اپنی روایتوں اور اکبر کی پیدائش کے اشلوک داخل کر دئیے غرضکہ یہانتک ربط ضبط بڑہا کہ بقول ایک مورخ کے چندروز میں قبلہ عالم سے مہابلی بن گیا۔ عمامہ اور دستار سر سے اتار کر کہڑکی دار پگڑی باندھ لی۔ اور سر داڑہی وغیرہ کا بہدر اکرایا۔

ایک عبادت خانہ علیحدہ بنا کر خود اسمیں بیٹھتا تہا۔ اور ایک برہمن کو ساتھ بٹھا کر آفتاب اور سیاروں کے منتر سیکھا کرتا تہا۔ چنانچہ تسخیر آفتاب کا منتر اور اس کے

ایک ہزار نام سیکھ کر پڑھنے شروع کئے (بقول ایک روایت) اکبر شرق کو منہ کر کے سوتا تھا کہ آفتاب خدا کا مظہر ہے اور زراعت میوہ بلکہ کل کاروبار عالم کے اسی پر منحصر ہیں اور یہ نیر اعظم ہے

حکایت عجیب اتفاق

اسی ایام میں شیخ ابوالفضل نے اپنی علمی لیاقت کی وجہ سے اکبر شاہ کی نسبت آفتاب سے منسوب کردی اور بڑے تپاک سے اپنے قول کے ثبوت پر رباعی تصنیف کر کے دربار میں لائے خلعت فاخرہ حاصل کی اور اسی لئے مذہب کے جسکا نام دین الٰہی اکبر شاہی مقرر ہوا تھا خلیفہ اعظم مقرر ہوئے۔

رُباعی

نوریکہ ز مہر عالم آرا پیداست - از جبہ شاہنشہ والا پیداست
اکبر کہ با آفتاب دارد نسبت - ایں نکتہ ز بیت ہما پیداست

احکامات دین توحید الٰہی اکبر شاہی

شاہا دل جو رعیت پروراست - وہ جہ سر سبز بخشش پر براست
از رعیت پرس حال پادشاہ - زانکہ دین شاہ دین لشکر است

اس سے پہلے تو اکبر کا عقیدہ جس طرح کہ ایک مسلمان بادشاہ خراساں کا ہونا چاہئے تھا مگر آخر عمر میں طبیعت ایک لہر میں آئی کہ کچھ اور بن گیا غرض ہوتے ہوتے دین الٰہی کا انتظام شروع ہوا آفتاب کی تعظیم اسکا جزو اعظم تھا بندگی مجرا اور تسلیم کے عوض اللہ اکبر اور جل جلالہ مقرر تھا۔ دین الٰہی میں کیا ہندو کیا مسلمان سب داخل ہو سکتے تھے۔ مریدوں کو شجرے کے عوض اکبر شاہ کی ایک تصویر ملتی تھی اور ہمیشہ اللہ اکبر وظیفہ پڑھنے کی ہدایت ہوتی تھی تو ہر شکرانے کے بادشاہ

(۱۵) عیار دانش کلیلہ و دمنہ کا قصہ فارسی علامہ ابوالفضل نے تصنیف کیا۔
(۱۶) کشکول سیر و ساعت علامہ ابوالفضل نے تصنیف کیا۔
(۱۷) ثمرہ الفلاسفہ ۔ میرزا محمد قاسم نے لکھی۔
(۱۸) تاجک علم ہیئت میں کمل خان گجراتی نے لکھی۔
(۱۹) ہری بنس ۔ کرشن جی کا حال ملا شیری نے فارسی میں ترجمہ کیا۔

(۲۰) بحرالاسما
(۲۱) مرکز ادوار
(۲۲) موارد الکلم
(۲۳) نجات الرشید

} شیخ فیضی نے لکھی تھیں۔

(۲۴) معجم البلدان ۹۹۹ھ میں حکیم ہمام نے لکھی۔
(۲۵) تاریخ کشمیر ۔ محمد شاہ ملا مورخ نے لکھی۔
(۲۶) توزک بابری کا ترجمہ ترکی سے فارسی میں عبدالرحیم خان پسر بیرم خان نے کیا۔
(۲۷) ثبوت واجب الوجود حکیم مسیح الدین ابوالفتح گیلانی نے تصنیف کی۔
(۲۸) ملا پیر محمد بدخشی نے داستان امیر حمزہ لکھی۔
(۲۹) نظام الدین احمد نے تاریخ اکبری لکھی ہی۔
(۳۰) راجہ بیربر نے اپنے نکات و لطائف پیش کئے۔

ایجادہائے عہد اکبر شاہی

رباعی

چو گیتی بحشمت چو گردون بکو نقش ۔ چو کیواں برفعت چو دریا بہ بخشش
ہمہ عز و تمکین ہمین جاہ و رفعت ۔ ہمہ جود و مہری ہمہ دین و دانش

گوئے آتشین

چوگان بازی کا بہت شوق تہا۔ اکثر ہوتا تہا کہ کہیلتے کہیلتے شام ہوگئی اور بازی ابہی تمام نہ ہوئی اندہیرا ہوگیا۔ گیند نہیں دکہائی دیتی۔ ناچار کہیل بند کرنا پڑتا تہا۔ اسلئے سنہ ۹۷۴ھ میں گوئے آتشین نکالی کہ اندہیرے میں شعلے کی طرح جلتی ہوئی معلوم ہوتی تہی۔ وہ ایک قسم کی لکڑی کی تراشی تہی اور کچھ دوائیں مل دیتے تھے۔ (شاید فاسفورس ہوگا) جب ایکدفعہ اسے آگ دیتے تھے تو چوگان کی چوٹ اور زمین پر ٹکنے یا لڑہکنے سے بجہتی نہی۔ مسیح الدین ابوالفتح حکیم گیلانی کی ایجاد تہی *

دولت محل فتحپور سیکری

سنہ ۹۸۲ھ میں دولتخانہ فتحپور سیکری میں تیار ہوا۔ مسائل مذہبی مہمات سلطنت مقدمات مالی وملکی اسمیں پیش ہوتے تھے۔

تقسیم اوقات روزمرہ

سنہ ۹۸۶ھ میں تقسیم اوقات کی ہدایت ہوئی کہ جب سوکر اٹہیں تو سب کاموں سے ہاتھ روک کر باطن کی طرح ظاہر کو بہی نیاز طلب کریں اور عبادت میں مصروف ہوں۔

معافی جزیہ

سنہ ۹۷۱ھ میں اکبر نے جزیہ اور جنگی کا محصول معاف کردیا اور اپنی رعیت کو اس بڑے مخمصہ سے جو مدت سے مسلمان بادشاہوں کا رواج چلا آتا ہے یکقلم موقوف کرکے نہال اور مالا مال کردیا۔ آئین اکبری میں شیخ صاحب لکھتے ہیں

کہ تمام احکام اکبری میں سے جو حکم آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ یہی ہے۔
اس محاصل کا کئی کروڑ روپیہ ہوتا ہے۔

گنگ محل

شنہ ۹ھ میں گنگ محل ایجاد ہوا۔ فوراً ۲۰ بچے شیر خوار پیدا ہوتے ہی ماؤں سے لے لئے اور وہاں لیجا کر رکھا۔ ان کے انائیں۔ خدمتگار نوکر سب گنگ مقرر ہوئے گفتگو انسانی کا مطلق اس محل میں دخل نہ تھا۔ فارغ البالی کے ساتھ سب اسباب آسائش ان کے لئے موجود تھے۔ جب بڑے ہوئے سوائے نمائش عائیں کے اور کیا انکو آتا تھا طبیعت صرف اس امر کے دیکھنے کی مشتاق تھی کہ بال بچے جب گفتگو کرنے لگتے ہیں تو کیا کلمہ اول ہی اول انکو منہ سے نکلتا ہے۔

تقویم سال نوروز

زمانہ سابق کے گورگانی بادشاہوں سے سال کا دورہ مثل شاہان قدیم فارس ۱۲ سال کا مصری کہا تھا۔ پرتھی سال کے پہلے دن کو نوروز کہتے تھے۔ اور بڑا جشن ہوتا تھا۔ مہندسوں اور نجومیوں سے نوروز کی سواری کے لئے ہر سال ایک نیا جانور مقرر کیا ہوا تھا۔ اور مشہور ہوگیا تھا کہ ابکے سال نوروز فلانے جانور پر آئیگا۔ (یعنی فلانہ جانور زیر سواری نوروز ہوگا) چنانچہ وہ التزام ابتک جاری اور رائج ہے۔

فہرست تقویم دورہ سالہائے نوروز بطریق شاہان قدیم ترکمان

رباعی

موش - و بقر و - پلنگ - خرگوش شمار + زین چار چو بگذری نہنگ - آید و مار
چوہا گائے چیتا
زانگاہ باسپ و گوسفند است حساب + ہمدونہ و - مرغ و - سگ و خوک آخر کار
سور کتا بندر دنبہ گھوڑا

فہرست تقویم بزبان ترکی معہ اردو ترجمہ کے

سیچقائیل ۔ چوہا + اودائیل گائے + پارس ائیل ۔ چیتا ۔
توشقائیل ۔ خرگوش + لوی ائیل ۔ مچھلی + ییلائیل ۔ سانپ ۔
آیت ئیل ۔ گھوڑا + قوی ائیل ۔ بکری بھیڑ + بیچی ائیل ۔ بندر ۔
تخاقوئیل ۔ مرغا + ایت ئیل ۔ کتا + تنکوزی ئیل ۔ سوؤر ۔

حل رباعی جس میں ابوالفضل نے اکبر شاہ اور آفتاب کی نسبت ثبوت کئی ہیں

دیکھو صفحہ (۶۷)

مخفی نہ رہے کہ سباقان و محاسبان اہل عرب نے ایک نیا قاعدہ علم ریاضی میں وضع کیا ہے جس کو زبر و **بینات** کہتے ہیں ۔ زبر کے لغوی معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور بینات کے معنے باطن کے ہیں ۔

قاعدہ

جن دونوں اسموں کا زبر و بینات نکالنا ہو اول دونوں اسموں سے ایک کا زبر نکالتے ہیں اور وہ زبر بحساب اعداد حروف مکتوبی ابجد سے لئے جاتے ہیں ۔ اور بینات بحساب اعداد حروف ملفوظی ابجد لیتے ہیں لیکن یاد رہے کہ بینات میں جو حروف ملفوظی ہیں اسمیں پہلا ایک حرف چھوڑ کر باقی دو لیں گے ۔ اور وہ بھی پہلا حرف زبر ہوگا ۔ اگر اول اسم کے اعداد زبر برابر ہوں دوسرے اسم کے اعداد بینات سے تو وہ دو اسم ایک دوسرے کا کہلائیں گے ۔

مثال

(الف کے اعداد بینات اکیسوں ہیں) ۔ (الف کے اعداد زبر ایک ہی) ۔

پس ہم زبر و بنیات لفظ "اکبر" اور "آفتاب" کا حل مفصل طور پر بموجب طریقہ صدر کر سکتے ہیں ۔

اکبر کہ با آفتاب در نسبت

اکبر آفتاب

	الف	کاف	با	را	الف	فا	تا	الف	با
زبر	۱	۱۰۰	۲	۲۰۰	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۲
بینات	لف	اف	ا	ا	لف	ا	ا	لف	ا
	۱۱۰	۸۱	۱	۱	۱۱۰	۱	۱	۱۱۰	۱

تشریح

مجموعہ اعداد زبر و بنیات لفظ "اکبر" و "آفتاب" اس طرح ہوا

اعداد زبر اکبر

ا ۔ ک ۔ ب ۔ ر

میزان ۲۲۳

اعداد زبر آفتاب

اف ۔ ب ۔ ا ۔ ت

میزان ۴۸۴

بتصرہ

پس بموجب قاعدہ مذکورہ کے لفظ اکبر اور آفتاب کا زبر و بینات برابر ہے کیونکہ زبر اعداد لفظ اکبر ۲۲۳ ہیں اور بینات لفظ آفتاب ۲۲۳ ہیں جو ایک دوسرے کے برابر ہیں ۔ ھو المطلب ۔

اعداد بنیات اکبر

لف ۔ ا ۔ ف ۔ ا ا

میزان ۱۹۳

اعداد بنیات آفتاب

لف ۔ اا ۔ لف ۔ ا

میزان ۲۲۳

ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر والئی ہندوستان
بانی دین الٰہی



(عمر ۶۰ سال)

سال کے بارہ مہینوں کے احکام مجاریہ اکبر شاہ

اکبر نے بھی اپنی یادگار میں (قدیمی بادشاہ ہونے کی طرح پر) جیساکہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں سال کے بارہ مہینوں میں امورات مفصلہ ذیل کے واجبات مقرر کئے سب مسلمان اور اہل ہنود خصوصاً مریدان دین الٰہی اکبر شاہی کو انکی پابندی ضروری تھی یہ سب مہینے قمری تھے۔

فہرست

محرم	جاندار کو نہ ستاؤ۔
صفر	بندی غلام آزاد کردو (اگر وسعت ہو تو)۔
ربیع الاول	۴۰ نیک عمل محتاجوں کو بخشش دو
ربیع الثانی	ہر روز غسل کرو۔ مہینے میں دو دفعہ زرد لباس پہنو۔
جمادی الاول	ریشمی کپڑے اور لباس فاخرہ نہ پہنو۔
جمادی الثانی	چمڑہ کام میں نہ لاؤ۔
رجب	۴۰ برس کی استعداد و فراہم کے موجب اپنے غریب دوستوں کے لئے دستگیری کرو۔
شعبان	کسی پر سختی نکرو۔
رمضان	اپاہج کو کھانا کھلاؤ اور کپڑا پہناؤ۔ عبادت کرو۔
شوال	ہر روز ہزار دفعہ نام الٰہی ورد کرو۔
ذیقعد	اول شب پہلے پانچ روز بیدار رہو اور آخر شب پچھلے پانچ روز بیدار رہکر یاد الٰہی کرو۔
ذی الحجہ	آسائش خلق کے لئے عمارات بناؤ (اگر وسعت ہو)۔

شادی خانہ آبادی کا انصرام

شیخ ابوالفضل آئین اکبری میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکبر شاہ نے دو اشخاص بادیانت خاص اس کام پر مقرر کیے تھے۔ ایک مردوں کی تحقیقات کرتا اور دوسرا عورتوں کی۔ کیونکہ معاملہ شادی خانہ آبادی کے نتایج اکثر شادی خانہ بربادی کے اصول نکالتے تھے اور مقدمات اس امر کے ہر وقت دربار میں پیش ہوتے تھے اسلئے تحقیقات کرنا اور عمر مرد کی اور عورت کی مقرر کرنا مناسب معلوم ہوا۔ مرد کی عمر ۱۶ سال عورت کی ۱۴ سال قرار پائی۔ اور نذرانہ قاضی یا برہمن حسب حیثیت مقرر ہوا۔

پنجہزاری	۷- اشرفی	ترکش بند	۲ روپے
سہ ہزاری	۴- اشرفی	متوسط اشخاص	۱- روپیہ
ہزاری	۲- اشرفی	عام	ایک دام
بالصدی	۱- اشرفی	غربا بشرط تصدیق	مفت
سہ صدی	۴ روپئے	داروغہ	

آئین داغ

سنہ ۹۸۱ھ میں پٹنہ کی مہم فتح کرنے کے بعد اکبر نے آئین داغ رسم نکالی اور سواروں کے گھوڑوں کو لوہے کے داغ سے داغدار کیا۔ اور رفتہ رفتہ یہ آئین تمام عہدہ داروں میں رائج ہو گیا اس میں یہ فائدہ ہوا کہ اگر کسی کا گھوڑا مرجاتا اور وہ گھوڑا داغ کے وقت حاضر کرتا تو بخشی فوج کہتا تھا کہ آج کی تاریخ سے حساب میں آئیگا۔ سوار کہتا تھا کہ میں نے اسی دن خرید لیا تھا جس دن پہلا گھوڑا مرا تھا۔ کبھی یہ بھی ہوتا تھا کہ سوار کرایہ کا گھوڑا لا کر دکھا دیتے۔ اس داغ کرنے کی رسم و قاعدے سے رستے بند ہو گئی۔ جو پچھلے بادشاہوں کے وقت سے آج تک سواروں کے گھوڑوں کے علیحدہ علیحدہ نام تھے۔ اور ان کے واسطے جدا جدا مدارج تنخواہ مقرر تھی

عراقی والے کو ۔	[illegible]	روپیہ ماہوار
مجنس والے کو ۔	[illegible]	روپیہ ماہوار
ترکی ۔	[illegible]	" "
بابو ۔	[illegible]	" "
تازی ۔	[illegible]	" "
جنگلہ ۔	[illegible]	" "
پیادے کی تنخواہ اوّل درجہ ۔	[illegible]	" "
پیادے کی تنخواہ دوم درجہ ۔	[illegible]	" "

ملازمان دربار شاہی کے واسطے علیحدہ مسجد بنائی اور نہایت عمدہ سامان سے اسکو مزین کیا تہا ۔ جسوقت کسی کو ضرورت ہو بلا تکلف عین وقت دربار سے اُٹھہ کر اداے نماز پنجگانہ کے واسطے جاسکتا تہا ۔ لطف یہہ ہے کہ وہ مسجد دربار کے روبرو تہی ۔ حکیم مصری نے جو اپنی ظرافت طبع کے سبب سے بہت ناموری حاصل کی تہی ایک روز اکبر شاہ کو کہتے تہے کہ بہت عُمدہ تجویز ہوئی کہ مسجد واسطے اہلکاران دربار تیار ہوئی ۔ ہم سب مشکور ہیں اور پھر یہہ شعر فی البدیہ سُنائے

تاریخ تعمیر مسجد

شاہ ماکرد مسجدے بُنیاد
ایّہا المومنوں مُبارک باد
اندرین نیز مصلحت دارد
تا نمازان گنہ اد بشمارد

خانہ آبادی شادی کے واسطے قانون بہی جاری کئے تہے ۔ اگر عورت ۱۲ برس مرد سے بڑی ہو تو مرد اس سے تعلق نہ کرے ۔ رذیل لوگ جب شادی کریں توکوتوالی میں اطلاع دیں ۔ لڑکے کی عمر ۱۶ برس اور لڑکی کی عُمر ۱۳ برس قرار

دی گئی۔ ہر شخص کو اپنی رسوم اداء کرنے میں کوئی ممانعت نہیں تہی۔ دہرم سال۔ شوالہ۔ مسجد جو کسی کا جی چاہے بلا حصول اجازت بنا سکتا تہا۔ فحش عورت کے واسطے ایک علیحدہ جگہہ بنائی جسکا نام شیطان پورہ رکہا تہا۔ جو عورت بازاروں میں آوارہ پہرتی نظر آیا کرے اور بعد تحقیقات معلوم ہو کہ اس کے تعلقدار اس کے اخراجات کو کفیل نہیں ہوتے تو حکم تہا کہ اسکو شیطان پورہ میں داخل کردو۔ ہندنی عورت مسلمان کے گھر آجائے تو اس کو اپنے تعلقداروں کے پاس پہنچادو۔

سنہ ۹۸۹ھ میں حکم ہوا کہ تمام جاگیردار۔ عامل سب ملکر دفتر مردم شماری نام بنام بقید۔ پیشہ وحرفہ وقوم کا مرتب کریں۔ چنانچہ اس سنہ کے بعد ہر ۵ ویں سال مردم شماری اور پیدائش و اموات کے کاغذات مرتب ہوتے ہیں۔

دہرم پورہ و خیر پورہ

شہر سے باہر دو مقام تیار ہوئے۔ ایک مسلمان فقراء کے لئے۔ اور دوسرا اہل ہنود کے لئے۔ جو مسافر آتا انہیں روٹی کہاتا۔ مسلمانوں کے مہمان خانے کا نام خیر پورہ تہا اور ہندو مہمان خانے کا دہرم پورہ تہا۔

شیطان پورہ

سنہ ۹۰ھ میں شیطان پورہ آباد ہوا جو شہر سے چند میل کے فاصلہ پر تہا۔ جس میں تمام رنڈیاں رہا کرتی تہیں۔ اور داروغہ منشی جو کہ [illegible] رہتا تہا۔ جو شخص رنڈی کے پاس آکر رہتا یا اسکو گھر میں لیجاتا تو پہلے نام کتاب میں لکھوا آتا۔ یہہ عوام کے واسطے تہا۔ امراء اگر کوئی رنڈی شیطان پورہ سے منگوانا چاہتا تہا تو حضوری میں اطلاع کئے بغیر اجازت نہ ملتی تہی۔

زنانہ بازار

ہر مہینے میں ایک دفعہ زنانہ بازار لگتا تھا۔ سب اہل حرفہ کی عورتیں اپنا اسباب لاکر قلعہ کے بازار میں دوکانیں سجاتی تھیں۔ بیگمات شاہی ان کی خریدار ہوتی تھیں۔

مابلیز لشن گوڈن

مختلف اشیاء جو مہمات سلطنت میں اجزائے ضوری بلکہ ہمیشہ کاروبار کے لازمی اوزار ہوتے ہیں وقت پر تیار نہیں ملتیں اس لئے ۹۹۱ھ میں حکم دیا کہ ایک ایک کی حفاظت اور جمع آوری ایک ایک امیر کے سپرد ہو۔

کشتیاں

۹۹۸ھ میں کشمیر کی سیر کو تشریف لے گئے وہاں کی کشتیاں بہت بے رونق دیکھ کر بنگال کی طرح کشتیاں بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ ان کے نشیمن و بالاخانے جداجدا تیار ہوئے۔

جہاز

۱۰۰۲ھ میں دریائے راوی پر چھوٹے چھوٹے جہاز تیار ہوکر چلائے گئے مگر ان میں اچھی طرح سے کامیابی نہ ہوئی۔

اکبر شاہ کی اولاد احفاد

اکبر کا سب سے بڑا بیٹا جہانگیر ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا۔ راجہ بہار امل کچھواہہ کا نواسہ تھا۔ یعنی بھگوانداس کا بھانجا۔ مان سنگھ راجہ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے عطا ہوا اسلئے پہلے نام شہزادہ

"سلیم" رکھا تھا۔ یہہ ہی وارث تخت ہوا۔ اور سلیم نام بدلکر جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ چونکہ جہانگیر کو اپنے باپ اکبر شاہ سے حد درجہ کا پیار تھا (جسکا مفصل ذکر ہم سوانح عمری جہانگیر میں لکہیں گے) اسلئے اس نے بہ یادگار اپنے عزیز باپ کے جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ اور لفظ اکبر اپنے لقب میں ایزاد کیا۔ سوئے ادب کے سبب سے۔ مگر درحقیقت جو لفظ جہانگیر اور لفظ اللہ اکبر کے اعداد کے ایک سے ہیں۔ اسلئے جہانگیر لقب پسند کیا۔

سجعہ مہر نور الدین جہانگیر بن اکبر شاہ

حروف جہانگیر و اللہ و اکبر
ز روز ازل تا ابد شد برابر

ہر دو الفاظ مساوی الاعداد ہیں	۲۸۹	جہانگیر
	۲۸۹	اللہ اکبر

سوائے شہزادہ سلیم کے اکبر کے دو بیٹے اور بھی تھے۔ ایک کا نام شہزادہ مراد جو ۱۰ محرم ۹۷۸ھ کو فتحپور کے پہاڑوں میں پیدا ہوا اسلیئے اکبر شاہ اس کو پیار سے پہاڑی راجہ کہا کرتے تھے۔ مُہم دکن پر سپہ سالار ہو کر گیا۔ شراب کی کثرت سے بیمار ہو کر ۳۰ برس کی عمر میں ۱۰۰۷ھ کو نامراد و ناشاد جوان مرگ دنیا سے گذر گیا ابو الفضل تاریخ انتقال میں فرماتے ہیں۔

تاریخ سال انتقال شہزادہ مراد

"از گلشن اقبال نہالے شدہ گم"
۱۰۰۷ھ

یہہ بہادر شہزادہ کئی معرکوں میں اپنے باپ کے زیر علم نام پیدا کر چکا تھا۔ تمام دکن و احمدنگر نے بڑے بڑے معرکے سر انجام دئے تھے اکبر شاہ نے اس

تخت جسکی یادگار میں مراد آباد کا شہر آباد کیا۔ جو آجتک موجود ہے اسی سال شہزادہ دانیال اجمیر شریف میں پیدا ہوا۔ یہہ تیسرا بیٹا تھا خانخانان کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی گئی۔ دکن کی مہم میں ہمرکاب اپنے باپ کے اس شہزادے نے بہت کچھ کام کیا۔ حاکم جونپور مقرر ہوا تھا۔ ابو الفضل سے اکثر رفاقت رہتی تھی۔ آخر عمر میں کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو کر ۱۰۱۳ھ میں فوت ہو گیا یہہ شہزادہ شاعر تھا۔ باپ کسی امر پر ناراض تھا۔ کہتے ہیں کہ آخر وقت مرگ یہہ رباعی تصنیف کر کے اپنے باپ اکبر شاہ کی خدمت میں بھیجی اور عفو جرائم کا خواستگار ہوا۔

رباعی منکلام شہزادہ مراد

رفتیم و وداع ما ز دل باید کرد۔ وز آب دو دیدہ خاک گل باید کرد
گر بد دیدی ہمہ نیکو باید گفت۔ ور رود دلی بود بحل باید کرد

بادشاہ نے نہایت رنج کیا اور شہزادہ کی وفات میں دو روز تمام دفتر بند رہے۔ عام ماتم داری ہوئی۔ یہہ دونوں شہزادے حقیقی بھائی تھے۔ اور سلطانہ بیگم کے بطن سے تھے اور سلطان بیگم اکبر کے چچا مرزا عسکری کی بیٹی تھی شہزادہ سلیم جہانگیر جودہ بائی الس خیمہ کے بطن سے تھا اور مراد و دانیال اسکے سوتیلے بھائی تھے۔

اکبر شاہ کی وفات اور شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر کی تخت نشینی

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ان سب غمناک صدمات نے گویا اکبر کے جسم پر چوب خشک میں گھن کیطرح اثر کیا۔ انتظام شاہی کیطرف بے دلی ہونے لگا۔ اسی پریشانی اور

فرزندی کا یہ نتیجہ ہوا کہ طبیعت علیل ہوئی اور ضعف ایسا طاری ہوا کہ پلنگ پر لیٹے رہنے کے سوائے اور کسی کام کی طاقت نہ رہی۔ یہ شعر ورد تھا اور سوا اُس افسوس و حسرت کے اور زبان پر کچھ نہ تھا۔

اشعار حسرت شعار منکلام جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ

بسیار دریں جہاں چمیدیم — بسیار نعیم و ناز دیدیم
تُرکاں گراں بہا خریدیم — اسپاں بلند بر نشستیم
کردیم بسے نشاط و آخر — چوں قامت ماہ نو خمیدیم

اسیوقت شاہزادہ سلیم کو بلوا بھیجا۔ اور سب اُمرا کو دربار میں منگوا کر روبرو علما و مجتہدان وغیرہ کے سب سے اپنی خطا معاف کرائی اور اپنے ہاتھ مبارک سے سلیم شاہ کو کمر میں تلوار باندھ کر تاج پہنایا۔ اور وصیت کی کہ خاندان شاہی کی مستورات کی خبرگیری کرنا۔ میرے دوستوں کو نہ بھولنا۔ غرض علمی عقلی۔ عملی نصایح۔ آسائش رعیت و خلق خدا کے لئے بہت فرمائی۔ اور آخر الامر ان دو شعروں پر اپنی نصایح کو ختم کیا۔

نصیحت

بداں میند از فریاد کس — کہ شاہد ز دیواں بود داد رس
بخود بُرس فریاد مظلوم را — بروں آر از انگبیں موم را

غرض اسی طرح کے وعظ و نصیحت کے بعد ۱۲ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ عیسوی اس دار فانی سے بعالم جاودانی سدھارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سکندرہ کے باغ میں کہ اکبر آباد سے کوس بھر ہے دفن ہوئے۔ ہائے افسوس آخر فنا آخر فنا عبرت

مصرعہ دُنیا ہمہ ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ

آصف خان تاریخ انتقال میں فرماتے ہیں:۔

تاریخ سال انتقال اکبر شاہ

فوت اکبر شدہ از قضائے الہ ۔ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

مگر اس مادہ تاریخ میں ایک کا تخرجہ ضرور ہے ۔ شاید بعد ازاں کسی اردو شاعر نے اسکا تخرجہ اسطرح کیا ہے

ایضاً تاریخ

فوت اکبر شد از قضائے الہ ۔ الف کشیدن ملائک فوت اکبر شاہ

سنہ ۱۰۱۴ھ

ملا شرفی ترکستانی نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے ۔

ایضاً تاریخ سال انتقال

جلال الدین محمد شاہ اکبر ۔ ز دنیا گشت سوئے خلد راہی

چو در ضوان بدید ارشد کہ این کیست ۔ بگفت ہاتف کہ یک ظل الہی

سنہ ۱۰۱۴ھ

ضمیمہ کتاب مستطاب حیات راجہ صاحب لشکر بیربر

فہرست سکہ جات اشعار مضروبہ بر سکہ جات شاہان مغلیہ در ملک ہندوستان

نام بادشاہ	مقام تخت	سکہ مضروب کا شعر
ظہیر الدین بابر	کابل	ان کے سکہ پر کوئی شعر نہ تھا
نصیر الدین ہمایوں	دہلی	
جلال الدین اکبر	آگرہ	مہر مُہر شاہ اکبر آبروی این زر است تا زمین و آسمان مہر و انور زیور است
نورالدین جہانگیر	آگرہ	بخط نور زد کلک تقدیر رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر
,,	دہلی	از فتح و نصرت جہانگیر شاہ ۔ بدہلی زد از فیض لطف الٰہ
,,	کابل	سکہ زد در شہر کابل خسرو گیتی پناہ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
,,	کشمیر	روی زر را ساخت نورانی چو رنگ مہر و ماہ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
,,	قندہار	سکہ قندہار شد و نخواست از جہانگیر شاہ اکبر شاہ
,,	لاہور	بدہر تا بود دوران تا فلک سود دو روز بنام شاہ جہانگیر سکۂ لاہور
مہر سکہ کی دوسری طرف کا شعر		شبیہ حضرت شاہ جہانگیر قضا بر سکۂ زر کردہ تصویر
,,	مہر کا سجعہ	حروف جہانگیر و اللہ اکبر ز روز ازل تا ابد شد برابر

(واضح رہے کہ نورالدین محمد جہانگیر ابن اکبر شاہ نے ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ سکہ رائج کیا تھا۔ اسلئے کئی اشعار تحریر کئے گئے ۔)

نام بادشاہ	مقام تخت	سکہ مضروب کا شعر
شہاب الدین شاہجہان	دہلی	سکہ شاہجہان آباد رائج در جہان جاوداں تا بنا مہر ثانی صاحبقران
محی الدین عالمگیر	دہلی	سکہ زد در جہاں چو بدر منیر شاہ اورنگ زیب عالمگیر

قطب الدین اعظم شاہ	دہلی	سکہ زد در جہان بدولت جاہ بادشاہ ممالک اعظم شاہ
معز الدین جہاندار شاہ	دہلی	بزد سکہ در ملک چون مہر و ماہ شہنشاہ غازی جہاندار شاہ
محمد فرخ سیر	"	سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
شمس الدین رفیع الدرجات	"	بزد سکہ ہند با ہزاراں برکات شاہنشہ بحر و بر رفیع الدرجات
عالی گوہر شاہ عالم	"	سکہ زد بر ہفت کشور ہمچو تابان مہر و ماہ شہ عزالدین عالمگیر غازی بادشاہ
چراغ الدین عالمگیر ثانی	"	بزر زد سکہ صاحب قرانی + چراغ الدین عالمگیر ثانی
شاہ اکبر ثانی	"	سکہ زد بر ہفت کشور سایہ فضل الہ حامی دین محمد شاہ اکبر بادشاہ
ناصر الدین محمد شاہ	"	سکہ بر زر زد بفضل الہ۔ شاہ عالم شاہ محمد شاہ۔

دیگر فہرست سکہ جات شاہان افغانی در ملک ہندوستان

احمد شاہ ابدالی	قندہار	حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ
نادر شاہ ایرانی	ایران	سکہ بر زر کرد نام سلطنت اندر جہاں نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان
ایضاً	اشرفی طلائی پر	ہست سلطان بر سلاطین جہان شاہ شاہان نادر صاحب قران
تیمور شاہ پسر احمد شاہ ابدالی	کشمیر	چرخ مے آرد طلا و نقرہ از خورشید و ماہ تا زند بر چہرہ نقش سکہ تیمور شاہ

تاریخہائے سال انتقال بادشاہان مغلیہ ہندوستان معہ مادہ تاریخ و سنہ وفات ہر یک ازیشان

نمبر شمار	نام بادشاہ	مادہ تاریخ انتقال	سنہ ہجری
۱	امیر تیمور گورگانی صاحب قران	مالک جاو بہشت	سنہ ۸۰۷ھ
۲	جلال الدین میران شاہ	خدیو بزم فنا	سنہ ۸۱۰ھ
۳	سلطان محمد میرزا	شاہنشاہ ملک بقا	سنہ ۸۵۵ھ
۴	سلطان سعید میرزا	خسرو ابد	سنہ ۸۷۳ھ

۵	سلطان عمر شیخ میرزا	کمر سلطان شیخ آخر شد فناه	سنہ ۸۹۹ھ
۶	ظہیرالدین بابر بادشاہ	بہشت گیر	سنہ ۹۳۷ھ
۷	نصیرالدین ہمایوں شاہ	ہمایوں بادشاہ از بام افتاد	سنہ ۹۶۳ھ
۸	جلال الدین اکبر شاہ	فوت اکبر شد	سنہ ۱۰۱۴ھ
۹	نورالدین جہانگیر	جہانگیر از جہان رفت	سنہ ۱۰۳۷ھ
۱۰	شاہجہان شہاب الدین	اہل غم	سنہ ۱۰۷۶ھ
۱۱	محی الدین عالمگیر شاہ	شہنشاہ ما جنت	سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۲	قطب الدین [illegible] شاہ	[illegible] مرد	سنہ ۱۱۲۴ھ
۱۳	[illegible] شاہ	[illegible]	سنہ ۱۱۲۵ھ
۱۴	[illegible]	[illegible]	سنہ ۱۱۳۱ھ
۱۵	[illegible]	[illegible]	سنہ ۱۱۳۰ھ
۱۶	[illegible]	[illegible]	سنہ ۱۱۶۱ھ
۱۷	احمد شاہ بادشاہ	[illegible]	سنہ ۱۱۶۷ھ
۱۸	عالمگیر ثانی	[illegible]	سنہ ۱۱۷۳ھ
۱۹	[illegible] شاہ	[illegible]	سنہ ۱۲۲۱ھ
۲۰	اکبر شاہ ثانی	[illegible]	سنہ ۱۲۵۳ھ
۲۱	ابو ظفر بہادر شاہ	[illegible]	سنہ ۱۲۷۴ھ

تاریخ ہائے سال تصنیف کتاب مقبول الالباب [illegible]

بولایت حیات [illegible]

(از طبع مؤلف و مصنف کتب متعدد [illegible])

مرتب [illegible] کتاب [illegible]

[illegible]

از طبع وقاد مصنف کتاب ایم ای برلاس

حیات سیر برگشته چو تصنیف ۔ بوقت صد دو راسعد تمام شد
دروا رہ آنف بہر سالش ۔ کہ ہژدہ بود نہ است تاریخ

ایضاً از مصنف کتاب

ایے اوراک حالات سلاطیں ۔ کتاب با ہزاراں زیب تزئین
بہ تمم زه چوں مصنف بہر سالش ۔ رہبر با خرد پر سید آمین
بسال ختتامش گفت برلاس ۔ ز تاریخ بدیعی خرقہ جبیں

تاریخ طبعزاد تلمیذ عزیز با فر تمیز منشی محمد حسان شریف پشاوری سوداگر تاجر چائے از مقام جزیرہ شنگھائی من مضافات سلطنت چین

ہوگئی تیار جب تاریخ یہ — بیدل نام خدا کیا خوب ہے
سال تصنیف اسکا الحمد و الشریف — سال بکرم نسخہ مرغوب ہے

تاریخ سال تصنیف طبعزاد استاد کارم منجبا عمدۃ الاماثل نقبا خوشنویس خفی و جلی جواہر قلم زرین لسان عربی فارسی گوہر علیشاہ خوبی مدرس اعلیٰ و پروفیسر فارسی مشن ہائی سکول پشاور

سیر ریاض فیض ہمہ تم البیان سے آج ۔ تازہ کیا ہے چشم کو اہل جہان نے
گوہر کو عندلیب نے یوں کان میں کہا ۔ باغ خرد کھلایا ہے اس باغبان نے

تمام شد